قرآن کریم اور سنتِ نبویہ علیٰ صاحبہا الصلاۃ والسلام کی تعلیمات کا علمبردار

ماہنامہ

بینات

کراچی

جمادی الاولیٰ ۱۴۴۰ھ فروری 2019ء

بانی: محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ

جامعۃ العلوم الاسلامیۃ
علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراچی
www.banuri.edu.pk

قرآن کریم اور سنّت نبویہ علیٰ صاحبہا الصلاۃ والسلام کی تعلیمات کا علمبردار

بینات

جلد: ۸۲ شمارہ: ۵
جمادی الاولیٰ: ۱۴۴۰ھ - فروری: ۲۰۱۹ء
قیمت فی شمارہ: ۳۵ روپے، زرِ سالانہ: ۴۰۰ روپے

مدیر / مدیر مسئول
مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر

نائب مدیر
مولانا سید سلیمان یوسف بنوری

مدیر معاون
مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

ناظم
مولانا فضل حق یوسفی

خط و کتابت اور ترسیل زر کا پتہ

دفتر ماہنامہ ''بینات'' جامعۃ العلوم الاسلامیۃ علامہ بنوری ٹاؤن
کراچی، پوسٹ کوڈ: 74800، پوسٹ بکس نمبر: 3465
فون دفتر ''بینات'': 021-34927233

اکاؤنٹ نمبر

اکاؤنٹ نمبر: 7-397-101900 برانچ کوڈ: 0816
مسلم کمرشل بینک علامہ بنوری ٹاؤن برانچ کراچی

بیرون ملک سے بذریعہ ہوائی ڈاک

ریاست ہائے متحدہ امریکہ، جنوبی افریقہ، تھائی لینڈ، ناروے، ویسٹ
انڈیز وغیرہ: 35 امریکی ڈالر
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، مسقط، بحرین، عمان، ایران، انڈیا
وغیرہ: 27 امریکی ڈالر
بنگلہ دیش: 25 امریکی ڈالر

جامعۃ العلوم الاسلامیۃ
علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن
فون: 34913570 - 34123366 - 34121152 **Ext.** 146 - 147
فیکس: +92-21-34919531
Web: www.banuri.edu.pk ***Email***: bayyinat@banuri.edu.pk

ناشر: مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر **مطبع:** ایجوکیشنل پریس **طابع:** فیروز زکی

فہرستِ مضامین

بصائر و عبر

اسلام اور آئینِ پاکستان کی پامالی کیوں؟!	۳	محمد اعجاز مصطفیٰ

مقالات و مضامین

اُمتِ اسلامیہ کی زبوں حالی اور اس کا اصل علاج!	۱۷	محدث العصر علامہ سید محمد یوسف بنوریؒ
مکاتیب علامہ کوثریؒ... بنام... علامہ بنوریؒ (قسط:۲۰)	۲۱	ترجمہ: مولانا سید سلیمان یوسف بنوری
لعنت والے گناہ!	۲۴	مفتی عبدالرؤف سکھروی
فقہ اور اُصولِ فقہ کی تدریس....بنیادی اجتہادی اُصول	۳۲	مفتی رفیق احمد بالاکوٹی
توکل، انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا خصوصی شعار!	۴۰	ڈاکٹر مفتی محمد نجیب قاسمی سنبھلی
میوزک اور گانے....اللہ کی ناراضی کا سبب	۴۵	مولانا عبداللہ بن مسعود
خوانِ بنوریؒ سے مولانا اورکزئیؒ کی خوشہ چینی (قسط:۱)	۴۸	مرسلہ: مولانا محمد طفیل کوہاٹی

دار الافتاء

غیر مسلم کے تہوار میں شرکت کا حکم!	۵۹	ادارہ

نقد و نظر

	٦١	ادارہ

بصائر و عبر

اسلام اور آئینِ پاکستان کی پامالی کیوں؟!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ وسلامٌ علٰی عبادہٖ الذین اصطفٰی

حکمران جماعت ’’پاکستان تحریکِ انصاف‘‘ کے ایک غیر مسلم معزز رکن ڈاکٹر رمیش کمار نے قومی اسمبلی میں ایک بل پیش کیا کہ آئین میں ہے: ’’غیر مسلم اقلیتیں اپنی مذہبی رسومات اور تہواروں میں شراب استعمال کرسکتی ہیں۔‘‘ انہوں نے کہا کہ: ’’شراب تمام مذاہب میں حرام اور ناجائز ہے۔‘‘ غیر مسلم اقلیتوں کے نام پر شراب کی فروخت کی اجازت یا پرمٹ دینا، اس سے ہماری توہین ہوتی ہے، لہٰذا شراب پر مکمل پابندی لگائی جائے۔

ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ قومی اسمبلی کے تمام اراکین اس بل کو سنجیدگی سے لیتے اور شراب پر مکمل طور پر پابندی کے اس بل کو اتفاقِ رائے سے منظور کرتے۔ اُلٹا ڈپٹی اسپیکر قومی اسمبلی نے اس بل کو ووٹنگ کے ذریعہ مسترد کرادیا اور وفاقی وزیر اطلاعات نے اس کے متعلق پوچھے گئے سوال کے جواب میں کہا کہ فاضل رکن نے سستی شہرت کے حصول کے لیے یہ بل قومی اسمبلی میں پیش کیا، اور صرف یہی نہیں، بلکہ کہا کہ: ’’آج شراب پر پابندی لگادیں تو پھر کہیں گے کہ عورتوں کے باہر نکلنے پر پابندی لگائیں اور پھر کہیں گے کہ غیر مسلموں پر جزیہ لگائیں۔ جس نے شراب پینا ہے وہ پئے اور جس نے نہیں پینا وہ نہ پئے۔‘‘ **نعوذ باللّٰہ من ذٰلک**

برصغیر پر جب انگریز نے زورزبردستی اور جبر وقہر کے ذریعہ تسلط جمالیا تو جہاں اور بہت ساری بیماریاں اور خرابیاں اس ملک میں پھیلائیں تو وہاں پر ہر غلط کام کرنے کے لیے حکومت کی اجازت، اس سے لائسنس اور پرمٹ لینے کو بھی لازمی قرار دیا۔ حرام کاری کا پرمٹ، جوئے اور سٹے کا پرمٹ، غرض یہ کہ ہر غلط کام' پرمٹ لینے اور اجازت لینے سے صحیح ہو جاتا۔ اسی طرح شراب جیسی حرام چیز کی خرید وفروخت بھی پرمٹ کے ساتھ مشروط کردی گئی۔ اس وقت سے آج تک اِس پرمٹ کی آڑ میں اُس کی خرید وفروخت کی اجازت دی گئی ہے۔

پاکستان بننے کے بعد سب سے پہلے صوبہ سرحد کے وزیر اعلیٰ حضرت مولانا مفتی محمود قدس سرہٗ نے اپنے صوبہ میں شراب نوشی اور اس کی خرید وفروخت پر پابندی لگائی، بعد میں اس وقت کے وزیر اعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو نے ۱۹۷۷ء میں پورے ملک میں پابندی لگادی۔ اس کے بعد آنے والے حکمران اور صدر جنرل محمد ضیاء الحق نے یہ کہہ کر کہ: ''غیر مسلم اقلیتیں اپنی مذہبی رسومات اور تہواروں میں شراب استعمال کرسکتی ہیں۔'' اس کی غیر مسلموں کے لیے خرید وفروخت اور شراب نوشی کی اجازت دے دی۔

اس کے بعد سندھ ہائی کورٹ کے چیف جسٹس سجاد علی شاہ صاحب نے پورے سندھ میں شراب کی خرید وفروخت پر پابندی لگائی تو آگے چل کر اس کی اپیل کی سماعت کے بعد سپریم کورٹ نے اس پابندی کو ختم کردیا۔ پاکستان دنیا کے چھپن اسلامی ممالک میں وہ واحد ملک ہے جہاں شراب بنانے کی قانونی اجازت ہے۔ پاکستان میں شراب بنانے کی تین بڑی فیکٹریاں راولپنڈی، کراچی اور کوئٹہ میں واقع ہیں، جنہیں قانونی طور پر ملکی آبادی کے تین فیصد یا پچاس لاکھ غیر مسلم شہریوں کے لیے گورنمنٹ کے جاری کردہ پرمٹ کے تحت شراب بنانے اور بیچنے کی اجازت ہے۔

اب شراب کے پرمٹ جاری کیے جاتے ہیں اور شرط یہ ہے کہ ہر وہ غیر مسلم شخص جو اِکیس سال کی عمر سے تجاوز کرچکا ہے، وہ ہر ماہ باقاعدہ شراب کی پانچ بوتلیں حاصل کرسکتا ہے۔ اور کسی غیر مسلم کو اگر شراب کی خرید وفروخت کا پرمٹ اور اجازت نامہ لینا ہے تو اس کے لیے اپنے مذہبی رہنما کا تصدیق نامہ پیش کرنا ضروری ہے۔

توجہ طلب امر یہ ہے کہ اگر اقلیتیں اپنی مذہبی رسومات میں باجازتِ مذہب وریاست شراب کا استعمال کرسکتی ہیں تو اس کی فروخت مارکیٹ میں کیوں ہورہی ہے؟ اس کے پرمٹ مسلمانوں کو کیوں

دیے جارہے ہیں؟ اوران فیکٹریوں میں مسلمان نوکر کیسے کام کرتے ہیں؟

پنجاب اسمبلی میں اقلیتی رکن پیٹر گل نے اسپیکر بیرسٹر عثمان ابراہیم سے کہا تھا کہ:

’’پاکستان کے امیر مسلم افراد غریب عیسائیوں کو ملازم رکھ کر شراب کے پرمٹ ان کے نام بنواتے ہیں اور پھران پرمٹوں پر حاصل ہونے والی شراب کو خود استعمال کرتے ہیں۔‘‘

(شراب، اقلیتیں اور آئین پاکستان، ص:۲۸۳)

مزید لکھا ہے کہ: ’’دولت مند شخصیات نے ملازمین کو صرف شراب لانے کے لیے ملازمت دی ہوتی ہے، ایسے محسوس ہوتا ہے کہ اقلیت کو ڈھال بنا کر شراب کا کاروبار کیا جارہا ہے۔ ہوٹلوں میں مسلمان افراد شراب فروخت کرتے ہیں اور شراب کے پرمٹ بھی مسلمان حضرات ہی جاری کرتے ہیں، لیکن ان کی ڈھال غیر مسلم اقلیتیں ہیں۔ اسی طرح عالمی سطح پر اقلیتوں کو بدنام کیا جارہا ہے۔‘‘ (ایضاً)

صوبہ پنجاب میں ۳۵ ہزار شراب کے پرمٹ ہولڈر ہیں، جن میں بائیس ہزار لاہور اور گردونواح کے لوگ ہیں۔ بقیہ ملک میں ان کی تعداد اس پر مستزاد ہے۔ ساٹھ فیصد مسلمان عیسائیوں اور پارسیوں کی آڑ میں شراب کا کاروبار کرتے ہیں۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان کی عوام مخصوص تمدن، ثقافت، تاریخی ورثہ، فلسفۂ حیات، اخلاقیات، سیاسیات اور اقتصادیات کی حامل ہے، کیونکہ پاکستان اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا۔ اس کا مملکتی مذہب اسلام ہے، اس کا دستور قرآن وسنت کے تابع ہے اور ان تمام اُمور کی بنیاد اسلامی تعلیمات پر رکھی گئی ہے، اس لیے ضروریاتِ دین کا علم وعقیدہ اور ان پر عمل ہر کلمہ گو مسلمان پر فرض ہے، مثلاً: شہادتین کے بعد نماز، روزہ، زکاۃ اور حج جس طرح دینِ اسلام کے بنیادی مسائل ہیں، جن کا جاننا بھی فرض اور عمل کرنا بھی فرض ہے، اسی طرح شراب، جوا، سود، زنا، چوری وغیرہ کی حرمت بھی یقینی اور قطعی ہے۔ ہر مسلمان کو اس کا علم ہونا اور اس کی حرمت کا قطعی عقیدہ رکھنا بھی فرض ہے اور ان سے بچنا واجب ہے۔

اسلام کے حلال وحرام کے دوسرے احکام جس طرح تدریجاً نازل ہوئے، اسی طرح شراب کی حرمت بھی تدریجاً نازل ہوئی۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

’’یَسْأَلُوْنَکَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ قُلْ فِیْهِمَا إِثْمٌ کَبِیْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَإِثْمُهُمَا أَکْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا۔‘‘ (البقرۃ:۲۱۹)

''تجھ سے پوچھتے ہیں حکم شراب کا اور جوئے کا، کہہ دے ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور فائدے بھی لوگوں کو اور ان کا گناہ بہت بڑا ہے ان کے فائدے سے۔''

اس آیت میں بتایا گیا کہ ٹھیک ہے شراب میں اگر چہ کچھ نفع ہے، لیکن اس کا گناہ بہت زیادہ ہے۔ اس کے کچھ عرصہ بعد یہ آیت نازل ہوئی:

''يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَاتَقْرَبُوْا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَاتَقُوْلُوْنَ.'' (النساء:۴۳)

''اے ایمان والو! نزدیک نہ جاؤ نماز کے جس وقت کہ تم نشہ میں ہو، یہاں تک کہ سمجھنے لگو جو کہتے ہو۔''

اس سے شراب نوشی کی مزید ناپسندیدگی کا اظہار ہوگیا۔ بہت سے صحابہ کرامؓ نے کہا کہ: جسے پی کر ہم نماز کے قریب نہیں جاسکتے تو پھر اس کے پینے کا کیا فائدہ؟ انہوں نے شراب نوشی بالکل ترک کردی، لیکن ابھی تک شراب نوشی کی ممانعت اور حرمت کا کوئی صاف اور واضح حکم نہیں آیا تھا، اس لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دعائیہ انداز میں فرمایا:

''**اللّٰهم بين لنا في الخمر بيانا شافيا**۔'' (سنن النسائی، باب تحریم الخمر، ج:۵، ص:۶۱، طبع: مکتب المطبوعات الاسلامیہ، حلب)

''اے اللہ! شراب کے معاملہ میں ہمیں واضح حکم عطا فرما۔''

سورۃ المائدۃ جو نزول کے اعتبار سے آخری سورت ہے، اس میں ام الخبائث کی قطعی ممانعت کا حکم اس عجیب وغریب ومؤثر انداز میں دیا گیا کہ اس کی حرمت وممانعت کی حکمت اور اس کی گندگی کا درجہ سب کچھ بیان کردیا، چنانچہ ارشاد فرمایا:

''يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ إِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ أَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلَاةِ فَهَلْ أَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ وَأَطِيْعُوْا اللّٰهَ وَأَطِيْعُوْا الرَّسُوْلَ وَاحْذَرُوْا فَإِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْا أَنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ۔'' (المائدۃ:۹۰-۹۲)

''اے ایمان والو! یہ جو ہے شراب اور جوا اور بت اور پانسے، سب گندے کام ہیں شیطان کے، سو ان سے بچتے رہو، تاکہ تم نجات پاؤ۔ شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ ڈالے تم میں دشمنی اور بیر بذریعہ شراب اور جوئے کے اور روکے تم کو اللہ کی یاد سے اور نماز سے، سو

اب بھی تم باز نہیں آ ؤ گے؟ اور اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور (نافرمانی سے) بچتے رہو اور اگر تم (اس حکم سے) منہ موڑو گے تو جان رکھو کہ ہمارے رسول پر صرف یہ ذمہ داری ہے کہ وہ صاف صاف طریقے سے (اللہ کے حکم کی) تبلیغ کرے۔‘‘

محدث العصر حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوری قدس سرہٗ اس آیت کے ذیل میں ارشادفرماتے ہیں:

’’دیکھیے! اس آیت کریمہ میں شراب کی حرمت کس مؤثر انداز سے بیان فرمائی ہے، کسی حرام اور ممنوع چیز کی حرمت کا اعلان اس انداز سے نہیں کیا گیا اور ساتھ ہی ساتھ ممانعت کی علت وحکمت بھی دینی ودنیوی دونوں پہلو سے بیان فرمادی، کسی تشریح وتفسیر کے بغیر صرف ترجمہ سمجھ کر اس آیت کو بار بار پڑھئے اور سوچئے کہ کتنا بلیغ پیرایۂ بیان اختیار کیا گیا ہے۔ آیتِ کریمہ جن نکات پر مشتمل ہے، ذیل میں اجمالاً اس کا ذکر کیا جاتا ہے:

۱:- خمر ومیسر کی شناعت وقباحت کو محسوس کرانے کے لیے انصاب وازلام کے ساتھ ان کا ذکر کیا گیا، یعنی بت پرستی کی قباحت جس طرح واضح ہے، ٹھیک اسی طرح شراب نوشی کی شناعت بھی کھلی ہوئی ہے۔

۲:- ’’رجس‘‘ گندی چیز ہے، قابلِ نفرت ہے، ہر عقل مند کو نفرت کرنی چاہیے۔

۳:- شیطانی عمل ہے، اس میں خیر کا نام تک نہیں، نہ ہی خیر کی توقع رکھنی چاہیے۔

۴:- جب اتنی بری اور قبیح چیز ہے تو اس سے اجتناب چاہیے، اس کے قریب بھی نہ جانا چاہیے۔

۵:- تمہاری فلاحِ دارین وبہبودی ہر پہلو سے اس سے بچنے پر موقوف ہے۔

۶:- خمر ومیسر کے ذریعہ شیطان مومنین کے قلوب میں بغض وعداوت پیدا کرتا ہے، جن قلوب میں انتہائی محبت ومودت ہونی چاہیے، شیطان اس کے ذریعہ اس کو ختم کرتا ہے۔

۷:- شراب نوشی اور جوئے کے سبب اللہ تعالیٰ کی یاد جو مسلمان کے لیے سب سے بڑی دولت ہے، اس سے محرومی ہوتی ہے۔

۸:- نماز جیسی نعمت جو ایمان کی سب سے بڑی علامت ہے اور دین کی عمارت کا بنیادی ستون ہے، اس سے شرابی غافل ہوجاتا ہے۔

۹:- اتنی محسوس واضح برائیوں کے بعد کیا ایمان والے شراب نوشی سے باز نہیں آئیں گے؟ کیا کوئی عاقل ان خرابیوں کے بعد اس معصیت کے ارتکاب کی جرأت کرسکتا ہے؟

۱۰:- کلمہ ''إنما'' قواعدِ بلاغت کی رو سے اس لیے لایا گیا کہ ان حقائق کے بدیہی ہونے کا دعویٰ کیا جائے، یعنی کسی عاقل کو شک وشبہ کی گنجائش ان میں نہیں، یہ حقائق اتنے یقینی ہیں کہ ہر قسم کے شک وشبہ سے بالاتر ہیں، پھر اس حکم کے آخر میں اللہ ورسول کی اطاعت کا حکم دیا گیا، تاکہ حجت پوری کردی جائے کہ ان احکام کا ماننا فرض ہے، پھر آخرت کے عذاب سے ڈرایا گیا۔ اتنی صاف صریح ہدایات واحکام پر بھی اگر عمل نہ کریں تو پیغمبرِ اسلام (ﷺ) کا منصبی فریضہ پورا ہوگیا۔''

(بصائر وعبر، ج:۲،ص:۶۲-۶۳،طبع: مکتبہ بینات، کراچی)

خلاصہ یہ کہ شراب کی حرمت کو ایسے بلیغ اور مؤثر انداز میں بیان کیا گیا کہ اس کے سامنے ''حرام'' کا لفظ بہت ہیچ معلوم ہوتا ہے، کیونکہ شراب کو اثم، رجس، اجتناب، انتہا، عملِ شیطان، سببِ بغض وعداوت، نماز وذکرُ اللہ سے غفلت کا باعث اور اللہ ورسول کی نافرمانی جیسی تعبیرات سے بیان کیا گیا، جوکہ ایک لفظ ''حرام'' سے زیادہ مؤثر اور بلیغ ہیں۔ یہ بھی ظاہر ہے کہ کسی زبان میں کسی حکم کو بیان کرنے کے لیے اس کی صرف ایک تعبیر نہیں ہوتی، بلکہ کئی تعبیرات ہوتی ہیں۔ اس کی بے شمار مثالیں عربی میں موجود ہیں۔

آنحضرت ﷺ کے ارشادات میں شراب نوشی کو ایسا سنگین جرم قرار دیا گیا ہے کہ جسے پڑھ کر ایک مسلمان کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں، صحیح مسلم میں ہے:

۱:- ''**عن جابرؓ قال: كل مسكر حرام ، إن على اللّٰه عهدًا لمن يشرب المسكر أن يسقيه من طينة الخبال، قال: عرق أهل النار أو عصارة أهل النار.**''(مشکوٰۃ،ص:۳۱۷،ط:قدیمی کتب خانہ کراچی)

''آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ہر نشہ آور مشروب حرام ہے اور اللہ تعالیٰ نے عہد کر رکھا ہے کہ شراب پینے والوں کو دوزخیوں کے زخموں کی گندگی پلائی جائے گی۔ فرمایا کہ: ''**طينة الخبال**'' جہنمیوں کا پسینہ ہے یا جہنمیوں کا نچوڑ (گندگی، پیپ وغیرہ) ہے۔''

۲:- ''**عن عبداللّٰه بن عمرؓ قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من شرب الخمر لم يقبل اللّٰه لهٗ صلٰوة أربعين صباحًا، فإن تاب تاب اللّٰه عليه، فإن عاد لم يقبل اللّٰه لهٗ صلٰوة أربعين صباحًا، فإن تاب تاب اللّٰه عليه، فإن عاد فى الرابعة لم يقبل اللّٰه لهٗ صلٰوة أربعين صباحًا، فإن تاب لم يتب اللّٰه عليه وسقاه من نهر الخبال.**''

(مشکوٰۃ،ص:۳۱۷، ط: قدیمی کتب خانہ کراچی)

''جو شخص ایک بار شراب پیئے اللہ تعالیٰ چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہیں فرمائیں گے،

اگر وہ توبہ کرلے تو اس کی توبہ قبول کرلی جائے گی، دوبارہ شراب پیئے تو پھر چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہیں ہوگی اور توبہ کرلے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمالیں گے، سہ بار شراب پیئے تو پھر اس کی نماز چالیس دن تک قبول نہیں ہوگی اور توبہ کرلے تو توبہ قبول ہوگی، اور اگر چوتھی بار شراب نوشی کا مرتکب ہو تو پھر اس کی نماز چالیس دن تک قبول نہیں ہوگی اور اب اگر توبہ بھی کرنا چاہے تو اندیشہ ہے کہ اس کی توفیق نہ ہو، بلکہ اسی جرم پر اس کا خاتمہ ہو، اور اللہ تعالیٰ اسے ''نهر خبال'' سے (جس سے دوزخیوں کی پیپ بہتی ہے) پلائیں گے۔''

۳:-''عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: لا يدخل الجنة عاق ولا قمار ولا منان ولا مدمن خمر۔'' (مشکوۃ،ص:۳۱۸، ط: قدیمی کتب خانہ کراچی)

''چار شخصوں کا داخلہ جنت میں ممنوع ہے، والدین کا نافرمان، جوئے باز، صدقہ کرکے جتلانے والا، اور شرابی۔''

۴:-''عن أبی أمامةؓ قال: قال النبي صلى اللّٰه عليه وسلم: إن اللّٰه تعالٰى بعثنى رحمةً للعالمين وهدًى للعالمين، وأمرنى ربى بمحق المعازف والمزامير والأوثان والصلب وأمر الجاهلية، وحلف ربى عز وجل بعزتى ولا يشرب عبد من عبيدى جرعة من خمر إلا سقيته من الصديد مثلها ويتركها من مخافتى إلا سقيته من حياض القدس۔'' (مشکوۃ،ص:۳۱۸، ط: قدیمی کتب خانہ کراچی)

''اللہ تعالیٰ نے مجھے رحمۃٌ للعالمین اور جہانوں کا ہادی بناکر بھیجا ہے اور مجھے میرے رب نے گانے بجانے کے سامان، بتوں اور صلیبوں کے توڑنے اور اُمورِ جاہلیت کے مٹانے کا حکم فرمایا ہے اور میرے رب عزوجل نے قسم کھائی ہے کہ مجھے اپنی عزت کی قسم! میرے بندوں میں سے جو بندہ شراب کا ایک گھونٹ پیئے گا، میں اسی قدر اس کو پیپ پلاؤں گا اور جو بندہ اس کو میرے خوف سے چھوڑ دے گا میں اُسے بارگاہِ قدس کے حوضوں کا آبِ طہور پلاؤں گا۔''

۵:-''عن ابن عمرؓ أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: ثلاثة قد حرم اللّٰه عليهم الجنة، مدمن الخمر والعاق والديوث الذى يقر فى أهله الخبث۔'' (مشکوۃ ص:۳۱۸، ط: ایضا)

''اللہ تعالیٰ نے تین شخصوں پر جنت حرام کردی ہے شراب خور، والدین کا نافرمان، اور وہ دیوث جو اپنے گھر میں گندگی کو برداشت کرتا ہے۔''

۶:-''عن دیلم الحمیريؓ قال: قلت لرسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: یا رسول اللّٰہ! إنا بأرض باردة ونعالج فیها عملاً شدیدًا وإنا نتخذ شرابًا من هٰذا القمح نتقوی به علٰی أعمالنا وعلٰی برد بلادنا، قال: هل یسکر؟ قلت: نعم! قال: فاجتنبوه. قلت: إن الناس غیر تارکیه. قال: إن لم یترکوه قاتلوهم.'' (مشکوٰۃ،ص:۳۱۸، ط: قدیمی کتب خانہ کراچی)

''حضرت دیلم حمیریؓ نے عرض کیا کہ: یا رسول اللہ! ہم لوگ سرد علاقے کے باشندے ہیں اور محنت بھی بہت کرتے ہیں، سردی اور مشقت کا مقابلہ کرنے کے لیے ہم گیہوں سے ایک مشروب تیار کرکے استعمال کیا کرتے ہیں، فرمایا: کیا وہ نشہ آور ہوتی ہے؟ عرض کیا: جی ہاں! نشہ تو اس میں ہوتا ہے، فرمایا: تو پھر اس سے اجتناب لازم ہے، عرض کیا: لوگ تو اس کو ترک نہیں کریں گے، فرمایا: ایسے لوگوں سے جنگ کرو۔''

۷:-''عن وائل الحضرمي أن طارق بن سوید سأل النبي صلی اللّٰہ علیه وسلم عن الخمر، فنهاه، فقال: إنما أصنعها للدواء! فقال: إنهٗ لیس بدواء ولٰکنه داء.'' (مشکوٰۃ،ص:۲۶۷، ط: ایضا)

''حضرت طارق بن سویدؓ نے آنحضرت ﷺ سے شراب کشید کرنے کی بات کی تو آپ ﷺ نے منع فرمایا، انہوں نے عرض کیا کہ: میں صرف علاج معالجہ اور دوا دارو کے لیے کشید کرنا چاہتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: وہ دوا نہیں، وہ تو بیماری ہے۔''

۸:-''ابن عمر رضی اللّٰہ عنه یقول: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: لعنت الخمر علٰی عشرة أوجه: بعینها وعاصرها ومعتصرها وبائعها ومبتاعها وحاملها والمحمولة إلیه وأٰکل ثمنها وشاربها وساقیها۔''

(باب لعنۃ الخمر علی عشرۃ أوجہ، سنن ابن ماجہ، ص:۲۴۲، ط: نور محمد کراچی)

''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: شراب کے معاملہ میں دس طرح لعنت کی گئی ہے: خود اس (شراب) کی ذات پر، اس کے نچوڑنے والے (رس نچوڑ کر شراب بنانے والے) پر، اس کے نُچڑوانے والے (شراب بنوانے والے) پر، اس کے بیچنے والے پر، خریدنے والے پر، اس کے اُٹھانے والے پر، جس کے پاس لے جائی جائے اس پر، اس کی قیمت کھانے والے پر، اس کے پینے والے پر اور اس کے پلانے والے پر۔''

....

شراب نوشی کی حرمت پر دوسرے مذاہب کیا کہتے ہیں، وہ بھی ملاحظہ فرمائیں:

۱: - (الف) ’’یہودی صحائف میں سب سے پہلی مرتبہ ’’مے‘‘ کا ذکر ’’شراب نوشی‘‘، شرم اور لعنت کے زمرے میں آیا ہے۔‘‘ (پیدائش ۹:۲۱)

(ب) یہودی صحائف میں خمیر شدہ مے کے بارے میں کئی سخت انتباہ پائے جاتے ہیں، ’’مے مسخرہ اور شراب ہنگامہ کرنے والی ہے اور جو کوئی ان سے فریب کھاتا ہے دانا نہیں۔‘‘ (امثال ۲۰:۱)

۲: - (الف) مسیحیت کی مقدس کتاب (بائبل مقدس) میں شراب کی ممانعت کی گئی ہے، مقدس یسعیاہ نبی کے صحیفے میں مرقوم ہے: ’’ان پر افسوس جو صبح سویرے اُٹھتے ہیں، تاکہ نشہ بازی کے درپے ہوں اور جو رات کو جاگتے ہیں جب تک شراب ان کو بھڑکا نہ دے۔‘‘ (یسعیاہ ۵:۱۱)

(ب) ’’اہلِ مسیحیت میں ایسا شخص لعنتی وملعون ہے، جو نشہ بازی کرتا اور خاص کر شراب نوشی۔ ایسوں پر خدا کا عذاب، افسوس اور لعنت کا حکم عائد ہو چکا ہے اور جس شخص یا قوم پر خدا افسوس کرے تو کون اس کو مخلصی ونجات دے سکتا ہے؟ دنیا میں آج بھی بہت سے شرابی موجود ہیں جن کے لیے خدا افسوس اور غم کرتا ہے، کیونکہ خدا کسی کی ہلاکت نہیں چاہتا، بلکہ وہ چاہتا ہے کہ لوگ توبہ کریں اور میں ان کو ابدی زندگی اور نجات مفت دوں۔ خداوند خدا مقدس سلیمان کے ذریعہ اپنے الہام کو نازل فرماتے ہیں: ’’تو شراب پر نظر مت کر کہ انجام کار وہ سانپ کی طرح کاٹتی اور بچھو کی طرح ڈنگ مارتی ہے۔‘‘ (امثال ۲۳:۳۱-۳۲)

(ج) شراب مسخرہ بنا دیتی ہے اور مست کرنے والی ہر ایک چیز کو آلودہ کرتی ہے، جو اس کا فریب کھاتا ہے وہ دانش مند نہیں۔ (امثال ۲۰:۱۹)

(د) جو شخص شراب کی خواہش کر کے اس کو نوش کرتا ہے دنیا میں سب سے بڑا احمق شخص ہے۔ ’’شراب کی تلاش حاکموں کو شایاں نہیں، مبادہ وہ پی کر قوانین کو بھول جائیں اور کسی مظلوم کی حق تلفی کریں۔‘‘ (امثال ۳۱:۵۴)

(ہ) ’’اور اگر کوئی بھائی کہلا کر حرام کار لالچی، بت پرستی اور گالی دینے والا یا شرابی یا ظالم ہو تو تم اس سے صحبت نہ رکھو، ایسوں کے ساتھ کھانا تک نہ کھانا۔‘‘ (۱-کرنتھیوں ۵:۱۱، ۶:۱۰)

اہلِ مسیحیت میں شراب پر نظر کرنا یا اس کی خواہش کرنا بھی حرام ہے۔ مسیحیت کے مطابق شرابی لعنتی اور ملعون ہے۔ مسیحیت کے مطابق شرابی احمق ہے۔ مسیحیت کے مطابق شرابی کے ساتھ سوشل بائیکاٹ کا حکم ہے۔ مسیحیت کے مطابق شرابی جہنمی ہے۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے قانون کے تحت یہ کہنا کہ: ’’اقلیتیں اپنے مذہبی تہواروں اور

رسومات میں شراب استعمال کرسکتی ہیں۔‘‘ یہ مسیحیت کے ساتھ سراسر ناانصافی کی گئی ہے، مسیحی ملت کو مذہبی رسومات میں اُم الخبائث کے استعمال کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ جبکہ خداوند تعالیٰ نے نہ صرف مسیحی ملت بلکہ بنی نوعِ انسان کو اس لعنتِ عظمٰی سے کوسوں دور رہنے کی تلقین فرمائی ہے اور یہاں تک ارشادفرمایا ہے کہ: ’’شرابی خدا کی بادشاہت میں داخل نہیں ہوسکتے، چاہے وہ کسی بھی مذہب وملت کے ساتھ تعلق کیوں نہ رکھتے ہوں۔‘‘

۳:-(الف) ہندوازم میں ہے کہ: ’’نشہ کرنے والا عقل کھوبیٹھتا ہے، یاوا گوئی کرتا ہے، اپنے آپ کوننگا کرتا ہےاورایک دوسرے سےلڑتا ہے۔‘‘ (رِگ وید)

(ب)’’شراب ایک غلاظت ہے، چنانچہ کسی مذہبی رہنما، کسی حکمران، یا کسی بھی عام آدمی کو شراب نہیں پینی چاہیے۔‘‘ (منوسمرتی)

(ج)’’پاکستانی ہندو برادری کی ملک گیر نمائندہ تنظیم پاکستان ہندوکونسل کے سرپرست، ایم این اے ڈاکٹر رمیش کمار نے ہندودھرم کی مذہبی کتاب شری مدبھگواتھ پرن کے اشکنڈ دوسرا، آدھیاستر ہ، اشلوک اڑتیس، انتالیس، چالیس، اکتالیس کے حوالہ سے قومی اسمبلی کے ایک اجلاس میں کہا کہ: ہندودھرم میں شراب ممنوع ہے، خاص طور پر نیتاوآں لیڈران کو تو کسی صورت شراب پینا جائز نہیں ہے۔ (۲۰۱۶ء)

۴:-گروصاحب ہمیں شراب کی بابت کیا بتاتے ہیں، شری گروگرنتھ صاحب ہمیں شراب نوشی سے منع کرتے ہیں:

(الف)’’شراب پینے سے عقل جاتی رہتی ہےاورانسان احمقانہ حرکات کرتا ہے۔‘‘

(ب)’’شراب پینے والا اپنے اور دوسروں میں امتیاز نہیں کرسکتا۔‘‘

(ج)’’وہ اپنے مالک اورآقا کے معیار سے گرجاتا ہے۔‘‘ (شری گروگرنتھ صاحب،صفحہ نمبر:۵۵۴)

(د)’’شراب ویسے بھی صحت پر برے اثرات ڈالتی ہے،ان میں سے چندایک یہ ہیں:

۱:-معدے کا السر، ۲:-انتڑیوں میں گیس کی شکایت، ۳:-جسمانی شادابی کا ختم ہونا، ۴:-وزن کا بڑھ جانا، ۵:-مخصوص وٹرمینز اور منرلز کا اخراج، ۶:-ہائی بلڈ پریشر، ۷:-دل کے دورے کا خدشہ بڑھ جانا، ۸:-منہ کے کینسر کا خدشہ بڑھ جانا، ۹:-نرخرے کی بیماریاں، ۱۰:-گلے کی بیماری، ۱۱:-غذا کی نالی میں نقصان، ۱۲:-بڑی آنت کی بیماری (خاص طور پر مردوں میں)، ۱۳:-چھاتی کی بیماریاں، وغیرہ وغیرہ شامل ہیں۔ (حوالہ بالا)

اب فیصلہ حکومتِ پاکستان کو کرنا ہے کہ جب شراب کا پینا، پلانا اور خرید وفروخت اسلام کے علاوہ، یہودیت، عیسائیت، ہندومت، سکھ ازم اور پارسی حضرات کے نزدیک بھی حرام ہے تو اب اس پر پابندی نہ لگانے کا کیا جواز رہ جاتا ہے؟ کیا حکومت کے لیے یہ سنہرا موقع نہیں تھا کہ ایک اقلیت سے تعلق رکھنے والے معزز رکن قومی اسمبلی کے پیش کردہ بل کو بنیاد بنا کر اس پر پابندی لگا دیتے اور باہر کی دنیا کو بھی کہا جا سکتا کہ اسلام میں تو شراب ہر اعتبار سے حرام ہے ہی، لیکن ہم نے اپنے ملک کے اقلیتی بھائیوں کے لیے چند شرائط کے ساتھ اجازت دے رکھی تھی، اب جب ان کا ہی مطالبہ اس پر مکمل پابندی کا آیا تو ہم نے اس کو منظور کرلیا۔

اس سے پاکستان اور موجودہ حکومت کی نیک نامی اور وقار میں اضافہ ہوجاتا اور کہا جاسکتا کہ پاکستان صحیح معنوں میں ریاستِ مدینہ کی طرف آغاز کر چکا ہے، لیکن ایسی نیک نامی کے حصول کا موقع اور مشورہ اور اس کی طرف پیش رفت کرانے کے لیے موجودہ وزیراعظم کی ٹیم میں تو بظاہر کوئی نظر نہیں آتا۔ اللہ کرے کوئی مردِ قلندر ان میں پیدا ہوجائے جو ان کو اس ''مدینہ کی ریاست'' پر گامزن کرانے کے لیے ان کی صحیح رہنمائی کرے، تاکہ ان کا کہا کسی حد تک سچا ثابت ہوجائے۔

....

سمجھ نہیں آرہا کہ اس حکومت اور مقتدر قوتوں نے پاکستانی قوم کے لیے کیا طے کر رکھا ہے، اس لیے کہ نعرہ تو پاکستان کو مدینہ جیسی ریاست بنانے کا ہے، لیکن کام سب دینِ اسلام کے خلاف اور مذہب بیزاری کے کیے جارہے ہیں، حتیٰ کہ شراب جیسی غلیظ اور حرام چیز پر پابندی لگانے کے اقلیتوں کے جائز مطالبے کو بھی قبول نہیں کیا جارہا۔

اس حکومت نے سب سے پہلے اسلام سے مرتد ہوکر قادیانیت اختیار کرنے والے عاطف میاں کو اپنا اقتصادی مشیر مقرر کرلیا، اس پر جب پوری پاکستانی قوم اور تحریک انصاف کے اندر سے احتجاج ہوا تو اس سے یوٹرن لے لیا گیا۔ اس کے بعد سینیٹ میں یہ قانون لانے کی کوشش کی گئی کہ ''جو توہینِ رسالت کرنے والوں کے خلاف عدالت میں دعویٰ دائر کرے گا اور اس دعوی کو ثابت نہیں کرسکے گا تو اس کو سزائے موت دی جائے گی۔'' یہ اس لیے کیا جارہا تھا، تاکہ کسی موذی اور موہن کے خلاف کوئی دعویٰ ہی دائر نہ کرسکے۔ اس پر جب سابق ڈپٹی چیئرمین اور سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری صاحب نے رکاوٹ ڈالی تو اسے واپس لے لیا گیا۔ اس کے بعد بھونڈے انداز میں ملعونہ آسیہ کو رہا کرایا گیا۔ اور اس پر احتجاج کیا گیا تو احتجاج کرنے والوں کو تو جیل میں ڈال دیا گیا، لیکن

اس ملعونہ کو بڑے آرام کے ساتھ رکھا گیا ہے، تاکہ جیسے ہی قوم کسی دوسرے مسئلہ میں اُلجھے تو اسے خاموشی سے کسی دوسرے ملک بھیج دیا جائے۔

اس پرمزید یہ کہ پنجاب حکومت نے فروری میں سرکاری طور پر بسنت منانے کا اعلان کردیا، جب کہ یہ تہوار ایک ہندو کی یاد میں منایا جاتا ہے جس نے حضور اکرم ﷺ اور جنت کی عورتوں کی سردار حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی گستاخی کی تھی، اس کی پاداش میں اس کو سزائے موت دی گئی تھی۔کیا سمجھا جائے کہ مدینہ کی ریاست کا نعرہ لگانے والی حکومت گستاخانِ رسول کی پشت پناہ ہے کہ ایک گستاخہ، ملعونہ جس کو دوعدالتوں نے گستاخی پر سزائے موت کا حکم سنایا، اس کو تو رہا کردیا گیا، لیکن دوسرا گستاخ جسے اس کے کیے کی پاداش میں سزائے موت دے دی گئی تھی، اس کی یاد منائی جارہی ہے، اوراس یاد منانے میں خیر سے پنجاب کی ''مسلمان حکومت'' اس کی پشت پناہ بن گئی ہے، **نعوذ باللّٰہ من ذٰلک**۔ آخر حکومت کے پاس اس کا کیا جواب ہے؟

دوسری طرف وزیراعظم صاحب نے اعلان کیا کہ ہم ''کرسمس'' کا جشن سرکاری طور پر منائیں گے، جس پر ہماری حکومت کے بڑے ذمہ دار حضرات نے گرجوں میں جاکر عیسائیوں کی خوشنودی اور ہمنوائی میں کیک کاٹے۔ یہ اعلان اوراس پرعمل درآمد سے پہلے کم ازکم جن علماء پراس حکومت کو اعتماد ہے، ان ہی سے یہ پوچھ لیتے کہ کیا شرعاً ہمارے لیے اس کی کوئی گنجائش واجازت بھی ہے یا کہ نہیں؟ افسوس تو ہمیں وزیر مذہبی امور پر ہوا جو ماشاء اللہ! ایک عالم دین اور بزرگ آدمی ہیں، لیکن وہ بھی ان تقریبات میں شریک ہیں اوران کی ہمنوائی کررہے ہیں۔کیا کہا جائے کہ اسلام بیزاری سے اظہار کے تمام اُموراس حکومت نے اپنے ذمہ لے لیے ہیں۔ ہائے افسوس!

شنید ہے کہ اسلامیات کا مضمون سرکاری اسکولوں میں پڑھانے کے لیے اقلیتوں کو پانچ فیصد کوٹہ دیا جارہا ہے۔عوام حکومت سے پوچھنے کا یہ حق رکھتے ہیں کہ اس کی کیا ضرورت ہے؟ یہ پاکستان ہے، اسلام اس کا مملکتی مذہب ہے، قرآن وسنت اور اسلامی تعلیمات کو عام کرنا حکومت کی دستوری ذمہ داری ہے۔ اگر مسلمان یہ مضامین نہ پڑھاسکیں تو کسی حد تک مجبوری ہوسکتی ہے، لیکن جان بوجھ کر اسلامی تعلیمات غیرمسلموں کے ہاتھ میں دینا یہ کفراورالحاد کا دروازہ کھولنا نہیں تو اور کیا ہے؟ مسلمان بچوں کو قادیانیوں اورعیسائیوں کے ہاتھوں میں دینے کے مترادف نہیں تو اور کیا ہے؟ کیا حکومت نے اپنے اوپر یہ لازم کرلیا ہے کہ اسلام کو اس ملک سے نکالنا ہے یا مغرب کوخوش کرنے کے لیے ان کے ایجنٹ قادیانیوں کو پاکستان پر ہرحال میں مسلط کرنا اوران کو حاکمیت کا حق دینا ہے۔ اگر ایسا ہے تو کھلے

لفظوں میں بتادیا جائے، تاکہ پاکستانی قوم اپنے ایمان، عقیدہ اور اپنے ملک پاکستان کے تحفظ کا خود ہی انتظام کرلے۔ ان تمام اُمور کا جواب حکومت کے ذمہ ہے۔

اسی طرح سکھوں اور قادیانیوں کو خوش کرنے کے لیے کرتارپور بارڈر کھولنے کا حکومتی اعلان اور تقریب۔ معلوم نہیں کہ حقیقت میں حکومت کو معلوم نہیں یا انجانے میں حکومتِ پاکستان دشمنوں کے ہاتھوں میں کھلونا بنتے ہوئے یہ اقدام کررہی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ دوممالک کے معاملات ہمیشہ حکومتوں کی سطح پر طے ہوتے ہیں، لیکن یہاں معاملہ ایک طرف حکومت اور دوسری طرف ایک گروہ اور ایک طبقہ کے مابین ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بھارت بظاہر اس کو نہیں مان رہا۔

اور دوسری طرف بھارت کی پنجاب اسمبلی نے متفقہ طور پر یہ قرارداد منظور کرکے اپنی وفاقی حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ: ''ہماری مذہبی جگہیں جو پاکستان میں ہیں ان کو بھارت کے حصہ میں ملاکر ہمیں دی جائیں اور اس کے بدلہ جتنا زمین بنتی ہے وہ پاکستان کے حوالہ کی جائے۔'' یہ بات اتنا سادہ نہیں جتنا اس کو سمجھا جارہا ہے، بلکہ ہمارے احرار کے بزرگوں میں سے علامہ شورش کشمیریؒ تقریباً پچاس سال پہلے یہ لکھ چکے ہیں کہ ایک وقت آئے گا کہ پاکستان کے دوسرے خطوں کے علاوہ انڈیا اور پاکستان کے پنجاب کو ایک کرنے کی کوشش کی جائے گی اور یہ سکھوں اور قادیانیوں کے گٹھ جوڑ سے ہوگا اور ان میں یہ طے ہوگا کہ اگر صدر سکھ برادری سے ہوگا تو وزیراعظم قادیانی اور اگر صدر قادیانی تو وزیراعظم سکھ ہوگا۔ کیا حکمرانوں سے پوچھا جاسکتا ہے کہ یہ سب کچھ اسی کی طرف لے جانے کے لیے تو نہیں کیا جارہا؟

حکومت نے یہ بھی نہیں سوچا کہ اگر بھارت نے پاکستانی حدود میں سندھی، بلوچی، پٹھان یا کسی قوم کو ساتھ ملاکر اس طرح کوئی اقدام کرلیا تو ہم کیا جواب دے سکیں گے؟ اور یہ بلوچستان میں جو بھارت کے جاسوس اور ایجنٹ تخریب کاری کررہے ہیں تو کیا اس سے ان کو سندِ جواز نہیں مل جائے گی؟ خدارا ملک وقوم پر رحم کریں اور ایسے اقدام نہ کریں جس سے ہمارے ملک کا استحکام اور سالمیت داؤ پر لگ جائے۔ اس ملک کے حصول میں بڑی قربانیاں دی گئی ہیں اور ملک پاکستان پوری اسلامی برادری کی امیدوں کا مرکز ہے، اسے اُجاڑنے کی راہ ہموار نہ کریں۔

اس کے ساتھ ساتھ آج ایک بار پھر خاندانی منصوبہ بندی اور ''بچے دو ہی اچھے'' کی مہم چلائی جارہی ہے، اس کے لیے ہماری حکومت اور کئی دوسرے سربراہان ایک سیمینار بھی منعقد کرچکے ہیں اور اس کے لیے ایک ادارہ کی تشکیل بھی کردی گئی ہے۔ جب کہ خاندانی منصوبہ بندی اسلامی تعلیمات کے مخالف تحریک ہے، جسے دشمنانِ اسلام نے مسلمانوں کے اندر متعارف کرایا ہے۔ کیونکہ یہ عمل جس طرح

قرآن کریم اور سنتِ رسول (ﷺ) کے خلاف ہے، اسی طرح ہمارے دستور اور آئین کے بھی صریحاً خلاف ہے، اس لیے کہ ہمارے آئین میں طے کیا گیا ہے کہ کوئی قانون قرآن وسنت کے خلاف نہیں بنایا جائے گا۔ ہم اس پر مزید تبصرہ کیے بغیر صرف اسلامی نظریاتی کونسل کی ایک رپورٹ کا حوالہ دیتے ہیں، جس سے واضح ہوگا کہ یہ اقدام قرآن وسنت اور آئین کے مطابق ہے یا اس کے خلاف ہے؟

پاکستان میں سرکاری طور پر جب اس محکمہ کا قیام عمل میں لایا گیا تو اس کا نام ''خاندانی منصوبہ بندی ڈویژن'' رکھا گیا۔ اس کا نوٹس لیتے ہوئے خاندانی منصوبہ بندی کے خلاف اسلامی نظریاتی کونسل نے ایک جامع رپورٹ شائع کی جس کا پیش لفظ اس کے دو چیئرمینوں جسٹس ریٹائرڈ تنزیل الرحمٰن اور جسٹس ریٹائرڈ محمد حلیم نے لکھا: رپورٹ میں کونسل کی حتمی رائے ظاہر کرتے ہوئے لکھا گیا:

''ضبطِ تولید کا جسے خاندانی منصوبہ بندی (اور اب آبادی کی منصوبہ بندی) کہا جاتا ہے ریاست کی باقاعدہ پالیسی کے طور پر اپنانا اسلامی شریعت کی روح کے خلاف ہے۔ ضبطِ تولید کی وجہ سے معاشرہ اعتقادی ارتداد، بے حیائی، قومی سطح پر جنسی بے راہ روی، ملکی دفاع اور اقتصادی ترقی کے لیے درکار افرادی قوت میں کمی کا شکار ہوجاتا ہے۔ نیز اس سے نفسیاتی واعصابی تناؤ کے سبب بسا اوقات ماؤں اور بچوں کی صحت بھی متاثر ہوتی ہے۔ کونسل نے اس دلیل کو رد کرتے ہوئے - کہ آبادی میں اضافہ سے قومی وسائل کم پڑ جائیں گے - رائے ظاہر کی کہ یہ دلیل اعداد وشمار کی رو سے غلط ثابت ہوچکی ہے، لیکن مغرب کے پروپیگنڈہ باز اپنی بدنیتی کے باعث اسے تیسری دنیا کے ممالک واقوام کے سامنے برابر پیش کیے جارہے ہیں، لہٰذا کونسل سفارش کرتی ہے کہ خاندانی منصوبہ بندی کے پروگرام کو حکومتی سطح پر ترک کیا جائے۔'' (رپورٹ خاندانی منصوبہ بندی، ص:۸۱)

اب بتایا جائے کہ یہ عمل کتنا غلط ہے؟ ہائے افسوس! دستور اور آئین کی حفاظت جن کی ذمہ داری تھی وہ خود ہی اس آئین اور دستور کی خلاف ورزی کرنے اور اس کی دھجیاں اُڑانے میں لگے ہوئے ہیں۔ **ولا فعل اللّٰہ ذٰلک، إن أرید إلا الإصلاح مااستطعت ، وما توفیقی إلا باللّٰہ علیہ توکلت وإلیہ أنیب.**

وصلّی اللّٰہ تعالٰی علٰی خیر خلقہٖ سیدنا محمد وعلٰی آلہٖ وصحبہٖ أجمعین

اُمتِ اسلامیہ کی زبوں حالی اور اس کا اصل علاج !

محدث العصر حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ

تمام اُمتِ اسلامیہ کا شیرازہ منتشر ہو چکا ہے، ہر جگہ اضطراب ہی اضطراب ہے، نہ حکمرانوں کو چین نصیب ہے، نہ محکوم آرام کی نیند سو سکتے ہیں۔ مصیبت بالائے مصیبت یہ کہ کوئی بھی صحیح علاج نہیں سوچ رہا ہے۔ جو زہر ہے اس کو تریاق سمجھ لیا گیا ہے، جو تباہی و بربادی کا راستہ ہے اس کو نجات کا راستہ سمجھا جارہا ہے، جو تدبیریں شقاوت کو دعوت دے رہی ہیں انہی کو ذریعۂ سعادت خیال کیا جارہا ہے۔ ماسکو ہو یا واشنگٹن تمام جہنم کے راستے ہیں، کوئی بھی سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ کا راستہ جو سراسر نجات وسعادت کا اعلیٰ ترین وسیلہ ہے' نہیں سوچ رہا ہے، جو صراطِ مستقیم جنت کو جارہا ہے اس سے بھٹک گئے ہیں۔ نہ معلوم کہ اربابِ عقول کی عقلیں کہاں چلی گئیں؟ اربابِ فکر کیوں فکر سے عاری ہو گئے؟ آخر تاریخ کی یہ عبرتیں کس لیے ہیں؟ حقائق سے کیوں چشم پوشی کی جارہی ہے؟ خاکم بدہن ایسا تو نہیں کہ تکوینی طور پر اُمت پر تباہی و بربادی کی مہر لگ چکی ہے؟ اس اُمت کا زوال مقرر ہو چکا ہے؟ عروج کا دور ختم ہو گیا ہے؟ حق تعالیٰ نے تو اسلام اور صرف اسلام کی نعمت کو آخری نعمت فرمایا تھا اور یہ صاف وصریح اعلان ہو چکا تھا کہ اس کے سوا کوئی رشتہ ورابطہ، کوئی دین ومسلک قابل قبول نہ ہوگا، نجات اسی دینِ اسلام میں ہے اور اسی دینی رابطہ میں فلاح وسعادت ہے۔ باقی تمام راستے شقاوت و ہلاکت اور تباہی و بربادی کے راستے ہیں اور یہ ابدی اعلان آج بھی حق تعالیٰ کے آخری پیغام میں کیا جارہا ہے:

''وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ.'' (آل عمران:۸۵)

''اور جو کوئی چاہے سوا اسلام کی حکم برداری کے اور دین سو اس سے ہرگز قبول نہ ہوگا۔''

اور سورۂ عصر میں تاریخ عالم کو گواہ بنا کر پیش کیا گیا ہے کہ جن لوگوں میں ایمان باللہ، عمل صالح، تواصی بالحق، اور تواصی بالصبر، یہ چار باتیں نہیں ہوں گی ان کا انجام تباہی و بربادی ہے، کیا اسی

اسلام سے روگردانی کی اتنی بڑی سزا پاکستان اور پاکستانیوں کو نہیں ملی کہ چند لمحوں میں بارہ کروڑ آبادی کا عظیم ملک ۵ کروڑ کا چھوٹا سا ملک بن گیا؟ کیا بنگلہ دیش کے قضیہ سے دونوں طرف کے مسلمان عذابِ الٰہی میں نہیں مبتلا ہوئے؟ اسلامی رابطہ، اتحاد و اُخوت ختم کر کے کیا دولت کمائی؟ آخرت سے پہلے دنیا کی رسوائی اور خسران وتباہی بھی دیکھ لی۔ افسوس کہ وہی غیر اسلامی سبق پھر یہاں مغربی پاکستان میں دوہرایا جارہا ہے، وہی سندھی، پنجابی، بلوچ اور پٹھان کے ملعون نعرے یہاں بھی اُبھر رہے ہیں۔ ارحم الراحمین کے غضب کو دعوت دینے والی صورتیں اختیار کی جارہی ہیں۔ طاغوتی طاقتیں جن کا ڈورا باہر کے شیاطن کے ہاتھ میں ہے، اسلام اور مسلمانوں پر ایک اور کاری ضرب لگانے کی فکر میں لگ گئے ہیں، **فإنا للّٰه وإنا إليه راجعون** ۔ نہ اربابِ حکومت مرض کا صحیح علاج سوچ رہے ہیں، نہ اربابِ دین' دین کے تقاضوں کو پورا کررہے ہیں، نہ اربابِ قلم زورِ قلم اصلاحِ حال پر خرچ کررہے ہیں۔ غور کرنے سے یہی معلوم ومحسوس ہوتا ہے کہ اس قوم کا آخرت پر یقین یا تو ختم ہوگیا یا اتنا کمزور ہوگیا ہے کہ نہ ہونے کے برابر ہے۔ جنت وجہنم اور حیاتِ ابدی کے تصور سے دل ودماغ خالی ہوگئے ہیں، تمام نعمتیں وآسائشیں صرف دنیا کی چاہتے ہیں۔ جب مرض یہ ہے یعنی دنیا کی محبت اور آخرت سے غفلت تو اب رہنمایانِ قوم کا فرض یہ ہے کہ اسی کا تدارک کریں اور اسی کا علاج سوچیں۔ گزشتہ چند سالوں کے تجربات سے یہ بات واضح ہوگئی کہ جو طریقہ علاج کا سوچا گیا اور عملاً اس کو اختیار بھی کیا گیا، وہ صحیح قدم نہ تھا۔ اخبارات بھی جاری کیے گئے، جماعتیں بھی بنائی گئیں، جلسے بھی کیے گئے، جلوس بھی نکالے گئے، مظاہرے بھی کیے گئے، جھنڈے بھی اُٹھائے گئے، نعرے بھی لگائے گئے، الیکشن بھی لڑے گئے، کچھ ممبر بھی منتخب ہوگئے، اسمبلی ہالوں میں پہنچ گئے، کچھ تقریریں بھی کیں، کچھ تجویزیں بھی پاس ہوئیں، لیکن یہ سب نقارخانے میں طوطی کی آواز بن کر رہ گئے۔ قوم سے چندے کیے گئے کروڑوں روپے خرچ بھی کیے، لیکن قوم جہاں تھی کاش! وہیں رہتی، ہزاروں میل پیچھے ہٹ گئی۔ میں یہ نہیں کہتا کہ یہ تدابیر اختیار نہ کی جائیں اور یہ بالکل عبث وضیاعِ وقت ہے، لیکن اتنا تو واضح ہو گیا کہ یہ پورا علاج نہیں یا اصل علاج نہیں اور یہ نسخہ مفید ثابت نہ ہوا، مرض کا ازالہ اس سے نہیں ہوسکا۔

اصلاحِ معاشرہ کا صحیح طریقہ

بہر حال ان سیاسی تدبیروں کے ساتھ اب دینی سطح پر کام کی ضرورت ہے، اگر آپ کا شوق اس کا متقاضی ہے کہ سیاسی تدبیریں اختیار کی جائیں اور سیاسی حربے بھی استعمال ہوں اور آپ کی طبیعت اور ذوق ان وسائل کو ترک کرنے پر آمادہ نہیں، اگرچہ ہماری دیانت دارانہ رائے یہی ہے کہ ان کی حقیقت ایک سراب سے زیادہ نہیں اور ''کوہ کندن وکاہ برآوردن'' والی مثال صادق آتی ہے، وقتی اور سطحی عوامی فائدے ہیں۔ لیکن تاہم اگر آپ کا ذوق تسلیم نہیں کرتا تو ترک نہ کیجئے، لیکن اصلی اور

حقیقی و بنیادی کام اصلاحِ معاشرہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اس مخلوق کو بھولا ہوا سبق یاد دلائیں اور انبیاء کرام علیہم السلام اور مصلحینِ اُمت کے طریقوں پر آسمانی ہدایات کی روشنی میں اصلاح کا بیڑہ اُٹھائیں اور اپنی پوری طاقت انفرادی، اجتماعی اصلاحِ اُمت پرخرچ کی جائے۔ گھر گھر، بستی بستی، پہنچ کر دعوت الی الخیر کا ربانی پیغام پہنچائیں، اجتماعات ہوں تو اسی مقصد کے لیے، جلسے اگر ہوں تو اسی بنیاد پر، مجلّات ہوں تو اسی کام کے لیے، اخبارات کے صفحات ہوں تو اسی مقصد کے لیے۔ اور کاش! کہ اگر حکومت کے وسائل حاصل ہوں اور ریڈیو وغیرہ کی پوری طاقت بھی اس پر خرچ ہو تو چند مہینوں میں یہ فضا تبدیل ہوسکتی ہے۔ بہرحال اس وقت یہ آرزو تو قبل از وقت ہے کہ حکومت کی سطح پر جو وسائلِ نشر و اشاعت ہیں وہ ایمان کی روح سے آراستہ ہوں اور ایمانی حرارت اور نور اُن میں جلوہ گر ہو، ان کے ذریعہ اصلاح ہو۔ اب ضرورت اس کی ہے کہ کہ آج کی نسل خداترس بن جائے، ان کی اصلاح ہو، آج کی یہی نسل کل حکمران ہو۔ تمام تر وسائلِ نشر و اشاعت اور خبر رساں ایجنسیاں سب کے سب اشاعتِ اسلام و تزکیہ و اخلاق کے سرچشمے ہوں۔ پوری قوم نہ سہی اکثریت یا قابلِ اعتبار اہم اقلیت کی ہی اصلاح ہوجائے تو کل کرسیِ صدارت ہو یا کرسیِ وزارت، منصب سفارت ہو یا وسائلِ نشر و اشاعت ہوں، یہ سب کے سب تعلیمِ اسلام و تعلیمِ دین کے مراکز بن سکیں گے۔ اب تو حالت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ پاسبان خود چور بن گئے ہیں، جو رہبر تھے وہ رہزن بن گئے ہیں۔ تفصیلات میں جانے کی حاجت نہیں، ''عیاں راچہ بیان'' جو صورت حال ہے وہ سامنے ہے۔

خلاصہ یہ کہ اس وقت دین کی اہم ترین پکار یہی ہے کہ خدا کے لیے اُٹھو اور خوابِ غفلت سے بیدار ہو جاؤ اور سفینۂ حیات کو ساحلِ مراد تک پہنچانے کی پوری جد و جہد کرو۔

نیز یہ چیز پیشِ نظر رہے کہ طاغوتی طاقتیں اور تمام تر فتنہ وفساد برسرِکار ہیں اور نہایت تیزی سے سیلاب آ رہا ہے، کمزور و ناتواں کوشش کافی نہیں۔ فساد معاشرے میں ایٹم کی رفتار سے پھیل رہا ہے۔ ظاہر ہے کہ کیڑے مکوڑوں کی رفتار سے مقابلہ کیا گیا تو کیونکر اصلاح ممکن ہوگی۔ خدارا! یہ آگ جو لگ چکی ہے' جلد سے جلد بجھانے کی کوشش کرو، ورنہ تمام قوم و ملک اس کی شعلوں کی نذر ہوجائے گا۔ افسوس وتعجب سے کہنا پڑتا ہے کہ اگر کسی کے گھر میں آگ لگ جاتی ہے تو وہ فوراً بجھانے کی تدبیر میں لگ جاتا ہے، کوتاہی نہیں کرتا، لیکن دینِ اسلام کے گھر میں آگ لگی ہوئی ہے، صدیوں کا جمع کیا ہوا ذخیرہ نذرِ آتش ہونے کے قریب ہے، لیکن ہم اطمینان سے بیٹھ کر تماشائی بنے ہوئے ہیں۔

پاکستان کے بحرانوں کا حقیقی علاج دعوت الی اللہ ہے

ہمارے ملک میں جو بحران ڈیڑھ دو سال سے چل رہا ہے وہ مشرقی پاکستان کو موت کی نیند

سلا دینے کے بعد بھی تھمنے نہیں پایا، بلکہ اس کا سارا زور سمٹ کر اب نیم جان مغربی پاکستان پر لگا ہوا ہے۔ مریض کے حالات اتنے غیر یقینی اور مستقبل اتنا بھیانک ہے کہ اسے ضبطِ تحریر میں لانا ممکن نہیں۔ ہم علماء سے، طلبہ سے، حکام سے، صحافیوں سے، وکیلوں سے، کسانوں سے، مزدوروں سے اور ہر ادنیٰ واعلیٰ سے خدا کے نام پر اپیل کرتے ہیں کہ اگر اس ملک کی اور خود اپنی زندگی کچھ دن اور مطلوب ہے، اگر ہمارے دل پتھر، ہمارے ذہن مفلوج، ہمارے دماغ ماؤف اور ہمارے اعضاء شل نہیں ہوگئے ہیں اور اگر ہمارے بدن میں زندگی کی کوئی رمق اور ہماری آنکھ میں عبرت وغیرت کا کچھ پانی ابھی موجود ہے تو ہمیں سارے دھندے چھوڑ کر، سارے ضروری کام ملتوی کر کے اور سارے مشاغل سے ہٹ کر چند دن کے لیے دعوت الی اللہ کا کام کرنا ہوگا۔ اس کے لیے سب کو نکلنا ہوگا، سب کے پاس جانا ہوگا، در بدر کی ٹھوکریں کھانی ہوں گی۔ اگر ملک کا معتد بہ حصہ اس فرض کو انجام دینے کے لیے اُٹھ کھڑا ہوگا تو حق تعالیٰ اس ملک کی اور اس کے ساتھ ہماری بقاء کا فیصلہ فرمادیں گے اور پھر بھارت اور روس بھی ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے اور اگر ہم بدستور اپنی پنی لَے میں مست اور اپنے اپنے کام میں مگن رہے اور دعوت الی اللہ کے کام کے لیے اپنے اوقات، اپنے مال اور اپنی جان کو خرچ کرنے کی ہمت نہ کی تو خدا ہی جانتا ہے کہ اس فرض ناشناسی کی پاداش کن کن شکلوں میں ظاہر ہوگی۔ ہماری تدبیریں، ہماری حکومتیں، ہماری وزارتیں، ہماری اسمبلیاں، ہمارے وسائل خدا کے فیصلے کو نہیں بدل سکتے۔

میٹنگیں بلانے، عمائد کو جمع کرنے، اتحاد کے نعرے لگانے اور مشترکہ لائحہ عمل تیار کرنے پر بہت وقت ضائع کیا جاچکا ہے۔ اب وقت ہمیں ایک لمحہ کی مہلت دینے کو بھی تیار نہیں۔ نہ دعوت واصلاح کے خاکے مرتب کرنے پر مزید اضاعتِ وقت کی ضرورت ہے۔ مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ والی تبلیغی تحریک ہی بس اُمید کی آخری کرن ہے۔ اپنے ذوق، اپنے تقاضوں اور اپنے اختلافات کو ایک طرف رکھ دیجئے۔ ملت کی شکستہ کشتی کے ٹوٹے ہوئے اس تختہ کو جس پر پانچ کروڑ نفوس سوار ہیں، اگر بچانا ہے تو بس یہی ایک تدبیر ہے کہ ہم سب اخلاص کے ساتھ خفافاً وثقالاً اس کام کے لیے نکل کھڑے ہوں اور دعوت کے کام کو سیکھیں اور کریں۔ ہم ایک بار پھر علماء اور دانشور طبقہ سے عرض کریں گے کہ: خدارا! مقتضائے حال کو سمجھو، ہمارے موجودہ مشاغل ہمارے پاؤں کی زنجیر بن جائیں گے۔ اگر محمد ﷺ کی اُمت کے لیے دعوت واصلاح کی محنت والا کام نہ سنبھالا گیا اور اگر ہماری بے التفاتی، لاپروائی اور بے اعتنائی کی یہی کیفیت رہی جواب تک ہے تو وقت کا فیصلہ بڑا ہی شدید اور بھیانک ہوگا۔ مشرق والوں کو اس کا تجربہ ہوچکا ہے، ہمیں اس سے عبرت پکڑ لینی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائیں اور ملتِ بیضاء کی حفاظت کی توفیق اُمت کو نصیب فرمائیں۔

مکاتیب علامہ محمد زاہد کوثری رحمۃ اللہ علیہ

...بنام ...مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ وترتیب: مولانا سید سلیمان یوسف بنوری

(بیسویں قسط)

﴿ مکتوب:...... ۳۹ ﴾

جناب شقیقِ روح، صاحبِ کمالات وفتوح، اخی فی اللہ، داعی الی اللہ، علامہ یگانہ، محدثِ یکتا، سید محمد یوسف بنوری **حفظه الله ورعاه وأنجح فی جمیع الأمور مسعاه** (اللہ تعالیٰ آنجناب کی حفاظت فرمائے اور جملہ اُمور میں آپ کی کاوشوں کو کامیابی سے ہم کنار فرمائے)

وعلیکم سلام اللہ ورحمتہ وبرکاتہ!

بعد سلام! حجِ مبرور، زیارتِ مقبولہ اور اُن مبارک مقامات کی حاضری سے بسلامت واپسی پر آپ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں، ساتھ ہی ان بابرکت مقامات میں اپنے لیے مبارک دعاؤں پر شکرگزار ہوں، اور اللہ سبحانہٗ سے دعا گو ہوں کہ آنجناب اور آپ کے معزز گھرانے کو خیر وعافیت کے ساتھ حج وزیارت اور ان مقامات میں حاضری کی بار بار توفیق مرحمت فرمائے، اور دین وعلومِ دینیہ کی خدمت کے حوالے سے آپ کی مساعی کو کامیاب فرمائے، بلاشبہ وہی دعاؤں کو قبول کرنے والا ہے۔

آپ کی مکہ مکرمہ آمد کے موقع پر والا نامہ موصول ہوا، دوسرا گرامی نامہ مدینہ منورہ - اللہ تعالیٰ اسے مزید شرف وفضیلت عطا فرمائے - سے ملا، اور تیسرا واپسی پہنچنے پر ڈابھیل سے موصول ہوا، البتہ آخری خط تاخیر کے ساتھ ربیع الاول کی درمیانی تاریخ کو ملا، حالانکہ وہ ہوائی ڈاک سے ارسال کیا گیا تھا، معلوم نہیں ایک ماہ سے زیادہ مدت تک تاخیر کی کیا وجہ تھی، جبکہ آپ کے باقی گرامی نامے محض ایک ہفتے میں ہی موصول ہوگئے تھے؟!

آپ بہت سوچ بچار کے بعد منتقل ہونے کا فیصلہ کرچکے ہیں، اللہ سبحانہ وتعالیٰ آپ کے فیصلہ میں خیر ڈالے اور جامعہ (اسلامیہ) ڈابھیل میں آپ کے احباب کو بھی اسی کام کی توفیق دے جس میں دین وعلمِ دین کے لیے بہتری ہو۔ پیچھے رہ جانے والے دوستوں کو آپ کی جانب سے خیرخواہی اور امرِ خیر کی طرف رہنمائی کی برکت سے (توفیقِ خیر ملے)، اور نئے معہد میں طلبائے علم کو علم، عمل اور اخلاص میں انتہائی مراتب کی تحصیل کی خاطر آپ کے منصوبے آسان فرمائے۔ آپ جہاں کہیں بھی ہوں ہماری جانب سے آپ کی کاوشوں کی کامیابی کے لیے مسلسل دعائیں (ساتھ) ہیں، البتہ توفیق تو اللہ سبحانہ کی طرف سے ہی ملتی ہے۔

اُمید ہے مواقعِ قبولیت کی نیک دعاؤں میں ہمیں فراموش نہ کریں گے۔

صاحبِ ''تنبیه الباحث ''[1] کے ساتھ آپ نے عمدہ گفتگو کی۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ آپ کو اس کا بدلہ عطا فرمائے۔

صحت کی عمومی حالت اور کمزور بینائی کی بنا پر کبھی خطوط میں تاخیر ہوجاتی ہے، اس حوالے سے معذور سمجھیے، آنجناب سے دائمی خط وکتابت اور دعاؤں کا منتظر ہوں۔ برادرِ عزیز تر! اللہ آپ کے ساتھ ہو آپ جہاں کہیں رہیں!

مخلص

محمد زاہد کوثری

ربیع الثانی سنہ ۱۳۷۰ھ

شارع عباسیہ نمبر ۱۰۴

حاشیہ

۱:- محمد عربی تبانی کی کتاب ''تنبیه الباحث السري عما في تعاليق الكوثري'' مراد ہے، اس کتاب کا ذکر پچھلے خطوط میں آچکا ہے۔

﴿ مکتوب: ...... ۴۰ ﴾

جناب صاحبِ فضیلت، مولانا، علامہ، سید محمد یوسف بنوری حفظه الله ورعاه وأطال بقاءہٗ في خير وعافية، وأمتع المسلمين بعلومه النافعة (اللہ آنجناب کی حفاظت فرمائے، خیر وعافیت کے ساتھ طویل عمر مرحمت فرمائے اور آپ کے علومِ نافعہ سے مسلمانوں کو مستفید فرمائے)

وعلیکم سلام اللہ ورحمتہ وبرکاتہ

بعد سلام! نہایت مسرت سے آپ کا گرامی نامہ وصول کیا، نئے جامعہ کے حوالے سے آپ کے قابلِ تعریف نقطۂ نظر کا علم ہوا، اس پر مجھے بہت رشک آیا۔ اللہ عزوجل سے دعا گو ہوں کہ آپ کی مساعی کو کامل کامرانی اور دائمی توفیق سے آراستہ فرمائے، اور اللہ کے لیے یہ دشوار نہیں۔ نیز ڈابھیل کے گرامی قدر احباب کے ساتھ رابطہ کی استواری، راہِ علم میں آپ کے مصمم عزائم، اور معزز میاں خاندان کے ساتھ آپ کے تعلق پر مزید رشک آیا۔ میں اس مبارک جامعہ کی ترقی کی جانب آپ کی پوری توجہ کو بٹانا نہیں چاہتا، اس لیے آنجناب کے لیے ہر خیر و بھلائی کی دعا پر اکتفا کرتے ہوئے سلسلۂ گفتگو طویل نہیں کروں گا۔ آپ سے بھی مبارک دعاؤں کا متمنی ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے درگزر فرمائے اور خاتمہ بخیر فرمائے۔ نیز امید ہے کہ اپنے والد جلیل القدر کی خدمت میں جب کبھی خط لکھیں تو دست بوسی کے ساتھ میرا پُرخلوص سلام پہنچایئے اور بابرکت دعاؤں کی درخواست کیجیے۔

یہاں بازار میں ’’نصب الرأیة‘‘ کے نسخے ختم ہوگئے ہیں، معلوم نہیں منگوانے کا کیا طریقہ کار ہے؟! ایک طالب علم کتاب کے ایک نسخے کے حصول کا بہت مشتاق ہے، نامعلوم قیمت کیسے ادا ہوگی؟! کیا کراچی میں ان (مجلسِ علمی کے منتظمین) کا کوئی پتہ ہے جس پر اس حوالے سے لکھا جاسکے؟!

میرے دوست! آپ دست بوسی کا کہہ کر مجھے شرمندہ کرتے ہیں! یہ تو خالص تواضع وفروتنی ہے، آپ تو دونوں جہانوں میں ہمارا ذخیرہ اور مدارِ فخر ہیں! اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ آپ کا اقبال بلند فرمائے اور آپ کے ہر ارادہ کی توفیق بخشے میرے عزیز تر اور محترم بھائی!

مخلص

محمد زاہد کوثری

جمادی الثانیۃ سنہ ۱۳۷۰ھ

شارع عباسیہ نمبر۱۰۴، قاہرہ

پس نوشت: استاذ رضوان کی ’’فهارس البخاري‘‘ کا بقیہ حصہ آپ کو موصول ہوا تو علمی خدمت کے لیے ان کی ہمت افزائی کی خاطر کتاب کے متعلق کچھ کلمات لکھنے میں حرج نہیں، بہرکیف! آپ کی رائے زیادہ بہتر ہوگی۔ **(جاری ہے)**

لعنت والے گناہ!

مفتی عبدالرؤف سکھروی
اُستاذِ حدیث دارالعلوم کراچی

قرآن وسنت میں بعض ایسے اعمال کا ذکر ہے جن کے کرنے والے پر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے لعنت فرمائی ہے۔ البتہ یہ واضح رہے کہ قرآن وحدیث میں جس لعنت کا ذکر ہے وہ مسلمان اور کافر کے حق میں یکساں نہیں، بلکہ دونوں میں فرق ہے۔ مسلمان کے حق میں لعنت سے مراد یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اُس رحمت سے محروم ہوگا جو رحمت اللہ تعالیٰ کے نیک اور فرماں بردار بندوں کے ساتھ خاص ہے، اور عدالت وشرافت کا مرتبہ اس سے ختم ہو جائے گا، اور مؤمنین کی زبان سے اس کے حق میں اچھی بات نہیں نکلے گی، نیز جنت میں دخولِ اوّلی سے محروم ہوگا، اگرچہ اپنے گناہوں کی سزا بھگت کر ایمان کی وجہ سے کسی نہ کسی وقت جنت میں داخل ہوگا اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سایہ میں آجائے گا۔ جب کہ کافر کے حق میں لعنت سے مراد یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور جنت سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے دور اور محروم ہو جائے گا(۱)۔

ذیل میں ایسے چند گناہ لکھے جاتے ہیں، تاکہ ان سے بچنے کا خاص طور پر اہتمام کیا جائے۔

۱:- سود کھانا اور کھلانا

’’عن جابرؓ قال: لعن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم آکل الربا وموکلہٗ وکاتبہٗ وشاھدیہ، وقال: ھم سواء۔‘‘ (صحیح مسلم:۳/۱۲۱۹)

’’حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سود کھانے والے، سود دینے

---

(۱) قولہ: لعنة اللّٰہ: المراد باللعنة هنا البعد عن الجنة أول الأمر، بخلاف لعنة الكفار، فإنها البعد عنها كل الإبعاد أولا وآخرا. (عمدة القاري:۲۵/۳۹) قال في القاموس: لعنه كمنعه طرده وأبعده، وقال في المجمع: اللعنة هي الطرد والإبعاد، ولعن الكافر إبعاده عن الرحمة كل الإبعاد، ولعن الفاسق إبعاده عن رحمة تخص المطيعين، انتهٰى. (تحفة الأحوذي:۶/۱۳۷)

والے اور سودی تحریر یا حساب لکھنے والے اور سودی شہادت دینے والوں پر لعنت فرمائی ہے، اور فرمایا کہ: وہ سب لوگ (گناہ میں) برابر ہیں ۔''

۲: -شراب پینا، پلانا اور خرید وفروخت کرنا

''عن أبي علقمة مولاهم وعبد الرحمن بن عبد اللّٰه الغافقي أنهما سمعا ابن عمرؓ يقول: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم: ''لعن اللّٰه الخمر وشاربها وساقيها وبائعها ومبتاعها وعاصرها ومعتصرها وحاملها والمحمولة إليه.''

(سنن ابی داؤد،۳/ ۳۶۶، والحدیث سکت عنہ ابوداؤد)

''حضرت ابوعلقمہؒ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عبداللہ الغافقیؒ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو فرماتے ہوئے سنا کہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے شراب پر اور اس کے پینے والے پر اور اس کے پلانے والے پر اور اس کے بیچنے والے پر اور اس کے خریدنے والے پر اور شراب بنانے والے اور بنوانے والے پر اور جو شراب کو کسی کے پاس لے جائے اس پر اور جس کے پاس لے جائے ان سب پر لعنت بھیجی ہے ۔''

تشریح:...... جو لوگ اپنی دکانوں میں شراب بیچتے ہیں، یا اپنے ہوٹلوں میں شراب پلاتے ہیں، وہ اپنے بارے میں غور کرلیں کہ روزانہ کتنی لعنتوں کے مستحق ہوتے ہیں۔ شراب کا بنانے والا تو مستحق لعنت ہے ہی، اس کے ساتھ ساتھ شراب کا بیچنے والا، پینے والا، پلانے والا، اُٹھا کر لے جانے والا سب پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔

۳: -مرد وعورت کا ایک دوسرے کی مشابہت اختیار کرنا

''عن ابن عباس رضي اللّٰه عنهما قال: ''لعن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم المتشبّهين من الرجال بالنساء، والمتشبّهات من النساء بالرجال.'' (صحیح البخاری، ۷/ ۱۵۹)

''حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی ہے ان مردوں پر جو عورتوں کی مشابہت اختیار کریں اور ان عورتوں پر جو مردوں کی مشابہت اختیار کریں ۔''

۴: -تصویر کشی کرنا

''حدثنا عون بن أبي جحيفة عن أبيه، قال: ''لعن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم الواشمة والمستوشمة، وآكل الربا وموكلهٗ، ونهى عن ثمن الكلب، وكسب

البغي، ولعن المصورين.'' (صحیح البخاری، ۷/ ۶۱)

''حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: نبی کریم ﷺ نے جسم گودنے اور گدوانے والیوں پر، اور سود کھانے اور کھلانے والے پر لعنت فرمائی ہے، اور کتے کی قیمت اور زنا کی کمائی سے منع فرمایا ہے اور تصویر بنانے والے پر بھی آپ ﷺ نے لعنت فرمائی ہے۔''

۵:- غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنا

۶:- بدعت ایجاد کرنے والے کی پشت پناہی کرنا

۷:- والدین کو بُرا بھلا کہنا

۸:- زمین کی حد بندی کے نشانات کو مٹانا

''عن أبی الطفیل قال: قلنا لعلي بن أبی طالب أخبرنا بشیء أسرہ إلیک رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم ، فقال: ما أسر إلي شیئًا کتمه الناس ولکني سمعتهٗ یقول: لعن اللّٰہ من ذبح لغیر اللّٰہ ولعن اللّٰہ من آوٰی محدثا ولعن اللّٰہ من لعن والدیه ولعن اللّٰہ من غیر المنار.'' (صحیح مسلم، ۳/ ۱۵۶۷)

''حضرت ابو الطفیلؒ کہتے ہیں کہ ہم نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ: رسول اللہ ﷺ نے جو آپ کو راز کی باتیں بتائی ہیں وہ تو ہمیں بتایئے! تو آپؓ نے فرمایا کہ: نبی کریم ﷺ نے لوگوں سے چھپا کر مجھے کوئی راز کی بات نہیں ارشاد فرمائی، لیکن میں نے آپ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ: اللہ تعالیٰ نے اس شخص پر لعنت فرمائی ہے جو غیر اللہ کے نام پر ذبح کرے اور اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو کسی بدعت کے ایجاد کرنے والے کو سہارا دے (یعنی پشت پناہی کرے) اور اللہ تعالیٰ نے اس شخص پر لعنت فرمائی ہے جو اپنے والدین کو برا بھلا کہے اور اللہ تعالیٰ نے اس شخص پر لعنت فرمائی ہے جو زمین کی حد بندی کے نشانات کو مٹائے۔''

تشریح:...... غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کے نام پر جانور ذبح کیا جائے، جیسے: کسی بت کے نام پر، یا حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کے نام پر، یا کعبۃ اللہ کے نام پر وغیرہ۔ یہ حرام ہے اور اس طرح جو جانور ذبح کیا جائے وہ حلال نہیں ہوتا، چاہے ذبح کرنے والا مسلمان ہو یا یہودی یا عیسائی۔

بدعت کرنے والے کو سہارا دینا، یعنی اس کی حمایت اور پشت پناہی کرنا بھی ایسے ہی گناہ اور

لعنت کا سبب ہے، جیسے کہ خود بدعت کا ارتکاب کرنا گناہ ہے۔

والدین کو برا بھلا کہنے کی دو صورتیں ہیں: ایک یہ کہ صراحۃً واضح طور پر براہِ راست والدین کو برا بھلا کہے، اور دوسری صورت یہ ہے کہ کسی دوسرے شخص کے والدین کو برا بھلا کہے جس کے جواب میں بدلہ لیتے ہوئے وہ اس کے والدین کو لعن طعن کرے۔

زمین کی حد بندی کے نشانات کو مٹانے کا مطلب یہ ہے کہ اپنی ملکیتی حدود میں تبدیلی کر کے دوسرے کی زمین کو اپنی ملکیت میں شامل کرنے کی کوشش کی جائے، گویا یہ دوسرے کی زمین پر ناحق قبضہ کرنے کی صورت ہے اور حدیث شریف میں آتا ہے کہ جو دوسرے کی زمین کا ایک بالشت بھی ناحق لے گا قیامت کے دن اس کو سات زمینوں سے نکال کر اس کی گردن میں طوق بنا کر ڈالا جائے گا۔

۹:-لڑکوں کے ساتھ بدفعلی کرنا

’’عن ابن عباسؓ أن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال: ’’لعن اللّٰہ من عمل عمل قوم لوط، لعن اللّٰہ من عمل عمل قوم لوط، لعن اللّٰہ من عمل عمل قوم لوط.‘‘ (السنن الکبری للنسائی، ۶/ ۴۸۵، قال المنذری فی الترغیب، ۳/ ۱۹۶: رواہ ابن حبان فی صحیحہ والبیہقی)

’’حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو اس پر جو قوم لوط والا عمل کرے، اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو اس پر جو قوم لوط والا عمل کرے، اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو اس پر جو قومِ لوط والا عمل کرے۔‘‘

۱۰:-صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو برا بھلا کہنا

’’عن ابن عمرؓ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: ’’إذا رأیتم الذین یسبون أصحابی، فقولوا: لعنۃ اللّٰہ علی شرکم۔‘‘ (سنن الترمذی، ۵/ ۶۹۷)

’’حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہؓ کو برا بھلا کہہ رہے ہیں تو تم کہو کہ تمہارے شر اور برائی پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔‘‘

’’عن عائشۃؓ، قالت: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: ’’لاتسبوا أصحابی، لعن اللّٰہ من سب أصحابی۔‘‘

(المعجم الأوسط، ۵/ ۹۴، قال الہیثمی فی المجمع، ۹/ ۷۴۶، فیہ عبداللہ بن سیف الخوارزمی وہو ضعیف)(۱)

(۱) وما روي في هذا الباب يتقوى بعضها ببعض

’’حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: میرے صحابہؓ کو برا بھلامت کہو، اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو اس پر جو میرے صحابہؓ کو برا بھلا کہے۔‘‘

۱۱: -رشوت لینا، دینا اور رشوت کے لین دین کا واسطہ بننا

’’عن ثوبانؓ قال: ’’لعن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم الراشی والمرتشی والرائش‘‘ یعنی: الذی یمشی بینہما۔‘‘

(مسند احمد، ۳۷/ ۸۵، قال الہیثمی فی المجمع، ۴/ ۳۵۸: فیہ ابوالخطاب وہو مجہول)

’’حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے رشوت دینے اور لینے والے پر، اور ان کے درمیان واسطہ بننے والے پر لعنت فرمائی ہے۔‘‘

۱۲: -مومن کو تکلیف پہنچانا یا دھوکہ دینا

’’عن أبی بکر الصدیقؓ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: ’’ملعون من ضار مؤمنًا أو مکر بہٖ۔‘‘ (سنن الترمذی، ۴/۳۳۲، ہٰذا حدیث غریب)

’’حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: اس آدمی پر لعنت ہے جو کسی مؤمن کو تکلیف پہنچائے یا اس کے ساتھ دھوکہ کرے۔‘‘

۱۳: -عورتوں کا قبرستان جانا

۱۴: -قبروں کو سجدہ گاہ بنانا اور وہاں چراغ رکھنا

’’عن ابن عباسؓ، قال: ’’لعن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم زائرات القبور، والمتخذین علیہا المساجد والسرج۔‘‘

(سنن ابی داؤد، ۳/ ۲۱۸، اخرجہ الترمذی، ۲/ ۳۶ (۳۲۰) وقال حدیث حسن)

’’حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے قبروں پر جانے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے اور ان لوگوں پر بھی لعنت فرمائی ہے جو قبروں کو سجدہ گاہ بنائیں اور وہاں چراغ رکھیں۔‘‘

تشریح:......عورتوں کے قبروں پر جانے کے بارے میں اکثر اہل علم حضرات کی رائے یہ ہے کہ یہ ناجائز ہے، کیونکہ عورتیں ایک تو شرعی مسائل سے کم واقف ہوتی ہیں، دوسرے ان میں صبر، حوصلہ اور برداشت کم ہوتا ہے، ان کے حق میں غالب اندیشہ یہی ہے کہ وہ قبرستان جاکر جزع وفزع کریں گی یا کوئی بدعت کریں گی، اسی لیے انہیں قبرستان جانے سے منع کردیا گیا۔

۱۵:- پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانا

''إِنَّ الَّـذِيْـنَ يَـرْمُـوْنَ الْـمُـحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ لُعِنُوْا فِيْ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ.'' (النور:۲۳)

''یاد رکھو! جو لوگ پاک دامن بھولی بھالی مسلمان عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں، ان پر دنیا اور آخرت میں پھٹکار پڑ چکی ہے، اور ان کو اس دن زبردست عذاب ہوگا۔''

۱۶:- قطع رحمی کرنا

''هَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوْا فِيْ الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوْا أَرْحَامَكُمْ أُولٰئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَأَصَمَّهُمْ وَأَعْمٰى أَبْصَارَهُمْ.'' (محمد:۲۲،۲۳)

''پھر اگر تم نے (جہاد سے) منہ موڑا تو تم سے کیا توقع رکھی جائے؟ یہی کہ تم زمین میں فساد مچاؤ اور خونی رشتے کاٹ ڈالو، یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ نے اپنی رحمت سے دور کر دیا ہے، چنانچہ انہیں بہرا بنا دیا ہے اور ان کی آنکھیں اندھی کر دی ہیں۔''

۱۷:- چوری کرنا

''عن أبي هريرةؓ عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: ''لعن اللّٰه السارق يسرق البيضة فتقطع يدهٗ ، ويسرق الحبل فتقطع يدهٗ .'' (صحیح البخاری،۸/۱۵۹)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے چور پر لعنت فرمائی ہے جو ایک انڈہ چوری کرتا ہے تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے اور رسی چوری کرتا ہے تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے۔''

۱۸:- نابینا کو راستہ سے بھٹکانا

۱۹:- جانور کے ساتھ بدفعلی کرنا

''عن ابن عباسؓ قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ''ملعون من سَبَّ أباه، ملعون من سَبَّ أمَّهٗ، ملعون من ذَبَحَ لغير اللّٰه، ملعون من غَيَّرَ تُخُومَ الأرض، ملعون من كَمَّهَ أعمٰى عن الطريق، ملعون من وَقَعَ عَلٰى بهيمةٍ ، ملعون من عَمِلَ عَمَلَ قوم لوط.'' قالها رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم مرارًا ثلاثًا في اللوطية .''

(مسند احمد،۵/۸۳-۸۴،اخرجہ الحاکم فی المستدرک۴/۳۹۶ (۸۰۵۲) وقال صحیح الاسناد ولم یخرجاہ واقرہ الذہبی)

''حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: وہ شخص

ملعون ہے جو اپنے باپ کو برا بھلا کہے، وہ شخص ملعون ہے جو اپنی ماں کو برا بھلا کہے، وہ شخص ملعون ہے جو غیر اللہ کے لیے ذبح کرے، وہ شخص ملعون ہے جو زمین کی حدود بدل دے، وہ شخص ملعون ہے جو اندھے کو راستے سے بھٹکا دے، وہ شخص ملعون ہے جو جانور کے ساتھ جماع کرے، وہ شخص ملعون ہے جو قومِ لوط والا عمل کرے، قوم لوط والی بات کو نبی کریم ﷺ نے تین مرتبہ ارشاد فرمایا۔‘‘

۲۰:-بیوی سے پیچھے کے مقام میں ہمبستری کرنا

’’عن أبی هريرةؓ، قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم: ’’ملعون من أتٰی امرأتهٗ فی دبرها۔‘‘ (سنن ابی داؤد، ۲/ ۲۴۹، سکت عنہ ابوداؤد)

’’حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس شخص پر لعنت ہے جو بیوی سے پاخانہ کے مقام میں ہمبستری کرے۔‘‘

۲۱:-بلا عذر شوہر کو صحبت سے انکار کرنا

’’عن أبی هريرةؓ قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم: ’’إذا دعا الرجل امرأته إلٰی فراشهٖ فأبت فبات غضبانَ عليها لعنتها الملائكة حتی تصبح.‘‘ (صحیح البخاری، ۴/ ۱۱۶)

’’حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب مرد اپنی بیوی کو ہم بستری کی طرف بلائے اور بیوی (بلا کسی عذر کے) انکار کرے، جس کی وجہ سے شوہر غصہ ہو کر سو جائے تو ایسی عورت پر فرشتے صبح تک لعنت کرتے ہیں۔‘‘

۲۲:-حقیقی والد کے علاوہ کسی اور کی طرف نسبت کرنا

’’عن أنس بن مالكؓ، قال: سمعت رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم، يقول: ’’من ادعی إلی غير أبيه، أو انتمٰی إلٰی غير مواليه، فعليه لعنة اللّٰه المتتابعة إلٰی يوم القيامة.‘‘ (سنن ابی داؤد، ۴/ ۳۳۰، سکت عنہ ابوداؤد وواصلہ فی البخاری، ۵/ ۱۵۶ (۴۳۲۶))

’’حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جس شخص نے اپنے حقیقی والد کے علاوہ کسی اور کی طرف اپنے آپ کو منسوب کیا یا جس غلام اور باندی نے اپنے آقا کے علاوہ کسی اور کی طرف اپنی نسبت کی، اس پر قیامت تک مسلسل اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔‘‘

۲۳:-لوگوں کی ناپسندیدگی کے باوجود امام بننا

۲۴:- بیوی کا خاوند کو ناراض کر کے سونا

۲۵:-اذان کی آواز سن کر جواب نہ دینا

''عن الحسن قال سمعت أنس بن مالکؓ، قال: ''لعن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ثلاثةً: رجل أم قومًا وهم له کارهون، وامرأةٌ باتت وزوجها علیها ساخط، ورجل سمع حي علی الفلاح ، ثم لم یجب۔'' (سنن الترمذی،۲/۱۹۱،قال الترمذی: وحدیث انس لایصح) ای لم یذہب الی المسجد للصلاۃ مع الجماعۃ من غیر عذر (تحفۃ الاحوذی،۲/ ۲۸۸)

''حضرت حسنؒ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین آدمیوں پر لعنت فرمائی ہے:

۱:-ایک وہ شخص جس کو لوگ (کسی معتبر وجہ سے) ناپسند کرتے ہوں اور وہ ان کی امامت کرائے۔

۲:-وہ عورت جو اس حال میں رات گزارے کہ اس کا شوہر اس سے ناراض ہو۔

۳:-تیسرے وہ آدمی جو ''حي علی الفلاح'' کی آواز سنے اور جواب نہ دے۔''

تشریح:......امام سے متعلق مذکورہ حدیث کا حکم اس وقت ہے جب لوگ کسی دینی وجہ سے مثلاً: اس کی بدعت، جہل یا فسق کی وجہ سے ناپسند کرتے ہوں، لیکن اگر ان کی ناپسندیدگی کسی دنیوی عداوت اور دشمنی کی وجہ سے ہو تو یہ حکم نہیں۔

اذان کا جواب دو طرح کا ہوتا ہے: ایک تو یہ کہ اذان کی آواز سن کر مسجد کی طرف چل دیا جائے، اسے اجابت بالقدم کہتے ہیں اور یہ واجب ہے۔ دوسرے یہ کہ زبان سے مؤذن کی طرح الفاظ کہے جائیں، اسے اجابت باللسان کہتے ہیں اور راجح قول کے مطابق یہ مستحب ہے۔ مذکورہ حدیث کا تعلق اجابت بالقدم سے ہے، یعنی جو آدمی اذان سننے کے بعد کسی معتبر عذر کے بغیر مسجد میں جماعت سے نماز پڑھنے کے لیے حاضر نہ ہو، اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے۔

۲۶:- بدنظری کرنا

''عن عمرو مولی المطلب أن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لعن الناظر والمنظور الیه (یعنی إلی عورة)۔''

(المراسیل لابی داؤد،ص: ۳۳۰،رواہ البیہقی فی السنن الکبری،۷/ ۱۵۹عن الحسن، وقال ہذا مرسل)

''حضرت عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (غیر محرم کی طرف) دیکھنے والے

اور جس کی طرف دیکھا جائے دونوں پر لعنت فرمائی ہے (یعنی وہ عورت جو بے پردہ ہو اور بدنظری کا سبب بنے)۔''

۲۷: -نوحہ کرنا اور سننا

۲۸: -گریبان چاک کرنا اور واویلا کرتے ہوئے موت مانگنا

''عن أبی سعید الخدريؓ، قال: لعن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم النائحة والمستمعة.'' (سنن ابی داؤد، ۳/ ۱۹۴، سکت عنہ ابوداؤد، وقال المنذری فی مختصرہ ۳/ ۱۵۲: فی إسنادہ محمد بن الحسن بن عطیة العوفی عن أبیہ عن جدہ وثلاثتھم ضعفاء)

''حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوحہ کرنے والی اور نوحہ سننے والی عورت پر لعنت فرمائی ہے۔''

''عن أبی أمامةؓ أن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لعن الخامشة وجھھا، والشاقة جیبھا، والداعیة بالویل والثبور.''

(سنن ابن ماجہ، ۱/ ۵۰۵، قال البوصیری فی المصباح، ۲/ ۴۶، ہذا اسناد صحیح)

''حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چہرہ نوچنے والی، اپنا گریبان چاک کرنے والی، اور واویلا اور موت مانگنے والی عورت پر لعنت فرمائی ہے۔''

۲۹: -راستہ یا سایہ دار جگہ میں پیشاب و پائے خانہ پھیلانا

''من سل سخیمته علی طریق عامر من طرق المسلمین فعلیه لعنة اللّٰہ وملائکته والناس أجمعین. طس ک عن أبی ھریرةؓ۔'' (کنز العمال، ۹/ ۳۶۶، قال الہیثمی فی المجمع، ۱/ ۴۸۳: وفیہ محمد بن عمر والأنصاری ضعفہ یحیی بن معین ووثقہ ابن حبان وبقیة رجالہ ثقات)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس نے مسلمانوں کے راستوں میں سے کسی راستے پر پاخانہ پھیلایا اس پر اللہ تعالیٰ کی، فرشتوں کی اور سب لوگوں کی لعنت ہو۔''

''اتقوا اللاعنَین الذی یتخلی فی طریق الناس أو فی ظلھم . حم م د عن أبی ھریرةؓ۔'' (کنز العمال، ۹/ ۳۶۵، صحیح مسلم، ۱/ ۲۲۶)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایسی دو چیزوں سے بچو جو لعنت کا باعث ہیں:

۱: -لوگوں کے راستہ میں پیشاب کرنا، ۲: -لوگوں کے سایہ کی جگہ میں پیشاب کرنا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اور سب مسلمانوں کو لعنت والے کاموں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

..... ❁ ..... ❁ ..... ❁ ..... ❁ .....

فقہ اور اُصولِ فقہ کی تدریس
اور ائمہ اربعہ کے بنیادی اجتہادی اُصول

مفتی رفیق احمد بالاکوٹی
نگران شعبہ تخصصِ فقہِ اسلامی، واستاذ جامعہ

۲۵؍شوال ۱۴۳۹ھ کو کراچی کے ایک ادارے میں عنوانِ بالا کے تحت صاحبِ مضمون کا ایک محاضرہ ہوا تھا، جس کی تلخیص پیشِ خدمت ہے۔ اس تلخیص میں صرف اشارات ہیں، بعض مباحث کے مأخذ وغیرہ کی طرف بین القوسین نشاندہی کی گئی ہے، اس موضوع کی تفصیل متعلقہ تفصیلات کے ساتھ اگلے شماروں میں شامل کرنے کی کوشش کریں گے، ان شاء اللہ! [ادارہ]

فقہ کی تعریف

لغةً : ’’هو الفهم : مَالِهٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ لَایَکَادُوْنَ یَفْقَهُوْنَ قَوْلًا ۔‘‘

اصطلاحاً: ’’هو العلم بالأحكام الشرعية الفرعية المستنبطة من أدلتها التفصيلية۔‘‘

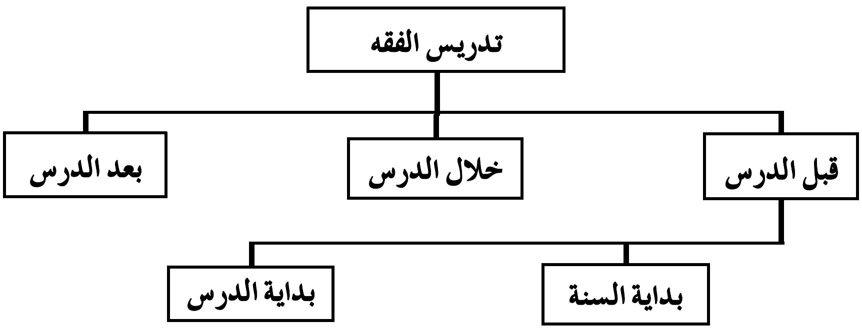

قبل الدرس........بداية السنة

مبادیات (درجہ ومستویٰ کی رعایت کے ساتھ)

۱:-تعریف(المدخل الفقهي العام ،زرقاء)
۲:-اہمیتِ فقہ
۳:-تعریف کے مندرجات کی تفہیم
۴:-تاریخ(الفكر السامي، ثعالبي، تاريخ التشريع الإسلامي،خضري)
۵:-فقہ حنفی کے امتیازات
۶:-امام اعظمؒ فقہی وحدیثی مقام(مقام أبی حنیفةؒ لصفدرؒ، تبييض الصحيفة للسيوطیؒ)
۷:-تدوین (مناظر احسن گیلانیؒ)

قبل الدرس........بداية الدرس

۱:-تیاری (مدرس، طالب علم)
۲:-باب کا تعارف (اصطلاحات، اہم فقہی قواعد، خلاصۃ الباب)
۳:-تقدیر درس (یومیہ، ہفتہ وار، ماہوار)

خلال الدرس

۱:-حل عبارت (عبارت خوانی، تصحیح عبارت)
۲:-ترجمہ کی مشق
۳:-صورت مسئلہ
۴:-حکم
۵:-خلاصہ مسائل
۶:-قواعدِ عامہ (بذریعہ إمعان، الفوائد البهية فی القواعد الفقهية)
۷:-ضوابط خاصہ (متعلقہ مسائل باب)
۸:-اختلاف/اقوال (بلحاظ درجہ)
۹:-دلائل (بلحاظ درجہ - سعيد صاغرجی، إعلاء السنن، بدائع الصنائع)
۱۰:-ترجیح (ترجيح الراجح، التصحيح والترجيح)

بعد الدرس

۱:-تمرینی سوالات
۲:-زبانی/تحریری (اسلوب، تسہیلاتِ شیخ بدخشانی)
۳:-تطبیق وتفریع (الفقه الحنفي فی ثوبه الجديد، عبدالحميد طهماز)

۴:-فتاوائے اکابر سے خارجی تمثیلات

مختصر القدوری

☆:......سب سے پہلے باب کا تعارف پیش کرے۔

☆:......اس باب کے اہم اہم فقہی قواعد کی طرف رہنمائی کی جائے۔

☆:......اس باب کے محتویات کیا کیا ہیں؟ مختصراً بتا دیئے جائیں۔

☆:......طالب علم سے عبارت پڑھوائی جائے، صحیح اور غلط کی نشاندہی کی جائے۔

☆:......اختلاف اور دلائل کو کتاب میں ذکر کردہ تفصیل تک محدود رکھا جائے۔

☆:......قدوری کے حل کے لیے ''اللباب'' مفید ہے۔ نیز ''الجوهرة النيرة لعلي الحداد اليمني، التصحيح والترجيح للعلامة قاسم بن قطلوبغا'' کا مطالعہ کریں۔

کنز الدقائق

☆:......''کنز الدقائق'' کے حل کے لیے ''تبيين الحقائق'' اور ''البحر الرائق'' مفید ہے۔

☆:...... بقیہ اُمور وہی ہیں جو قدوری میں ذکر ہوئے۔

☆:......قدوری اور کنز مختصر متون ہیں، تدریس کے دوران بھی انہیں متن ہی رہنے دیا جائے۔

شرح الوقاية

☆:......سب سے پہلے اس فقہی قاعدے کو گرفت میں لانے کی کوشش کریں، جس قاعدے پر متعلقہ مسائل ومباحث کی تفریع ہے۔ دوسرے نمبر پر یہ دیکھا جائے کہ اصل مسئلہ کیا ہے اور اس مسئلہ کو دوسری کتابوں میں کیسے تعبیر کیا جائے اور اس کی دلیل کیا بتائی گئی ہے؟!

☆:......''شرح الوقاية'' کے حل کے لیے درکانی کی شرح -''اختصار الرواية''، یہ ''شرح النقاية'' کا اچھا متبادل بھی ہے- دیکھی جائے۔

الهداية

☆:...... ہدایہ کے حل کے لیے ''العناية لأكمل بابرتي'' اور ''الكفاية إمام إسماعيل بيهقي'' سے مدد لی جائے، ''النهاية لحسام الدين'' اگر دستیاب ہو تو اس کی تفہیم سب سے شائستہ اور سہل ہے، اس کا اندازہ ہدایہ کے حواشی میں ''النهاية'' کے حوالوں سے لگایا جا سکتا ہے۔

☆:...... نیز حل کتاب کے لیے '' البناية للعيني'' اور ''فتح القدير لابن همام'' مفید ہیں۔

☆:...... صاحبِ ہدایہ کے صنیع خاص کا لحاظ رکھا جائے، جو ہدایہ اخرین کے مقدمہ کے طور پر علامہ لکھنویؒ نے لکھا ہے۔

☆:...... ہر باب کے اختتام پر تمرینات کی ترتیب بنائی جائے۔

اُصولِ فقہ/ ائمہ اربعہ کے بنیادی اجتہادی اصول و مآخذ

لغوی تعریف

احکام تک پہنچانے والی بنیادیں اُصولِ فقہ کہلاتی ہیں۔

اضافی

اُصول، اساس، مأخذ، دلیل، مرجع، قاعدہ، اصل کے یہ سارے معانی فقہ کے مبانی کی طرف رہنمائی کرتے ہیں، یہ اُصولِ فقہ کی تدریج وارتقاء کے زمانے میں مختلف ہوتے رہے ہیں، پھر فقہاء نے جو اُصول اپنی فقہی کاوشوں کے لیے متعین فرمائے اور انہیں استقرار نصیب ہوا، وہ اصول کیا ہیں؟ تو وہ کل بارہ شمار کیے جاتے ہیں، ۴/اتفاقی اور ۸/اختلافی۔

اتفاقی اُصول

۱:-کتاب اللہ ۲:-سنت ۳:-اجماع ۴:-قیاس

اختلافی اُصول

۱:-قولِ صحابیؓ ۲:-شرائع من قبلنا ۳:-استحسان ۴:-مصالح مرسلہ

۵:-سدِ ذریعہ ۶:-استصحاب ۷:-عرف ۸:-تعاملِ اخیار

ان میں سے کن حضرات نے کس کو بنیاد بنایا ہے، اس کی تفصیل یہ ہے:

حنفیہ

۱:-قرآن ۲:-سنتِ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ۳:-اقوال وفتاوی صحابہؓ

۴:-اجماع ۵:-قیاسِ جلی ۶:-قیاسِ خفی (استحسان)

۷:-مصالحِ مرسلہ ۸:-عرف ۹:-سدِ ذریعہ

۱۰:-تعامل ۱۱:-استصحاب

شافعیہ

طویل فہرست ہے، معروف اُصول یہ ہیں:

۱:-استمداد من الکتاب ۲:-استخراج من السنۃ/عمل بالسنۃ ۳:-تعامل اہل مکہ

مالکیہ

۱:-کتاب اللہ ۲:-سنتِ رسول ۳:-تعاملِ اہلِ مدینہ، اجماعِ اہلِ مدینہ
۴:-قولِ صحابیؓ ۵:-استحسان ۶:-سدِذریعہ ۷:-مصالحِ مرسلہ

حنبلیہ

۱:-ظاہرنصوص ۲:-صحابہؓ کے اتفاقی فتاویٰ یا جن کا خلاف منقول نہ ہو
۳:-اختلافِ صحابہؓ کی صورت میں وہ فتویٰ جو قرآن وسنت کے زیادہ قریب ہو۔
۴:-اگرصحابہ کرامؓ سے صریح فتویٰ نہ مل سکے تو حدیث مرسل نیز ضعیف حدیث کوبھی لے لیتے ہیں بشرطیکہ وہ شدید الضعف ومنکر نہ ہو۔
۵:-جب کوئی نص اور سلف کا قول نہ ملے تو پھر قیاس سے کام لیتے ہیں لیکن ایسا بامرِ مجبوری ہی کرتے ہیں ، جہاں نص یا قولِ سلف نہ ملے وہاں زیادہ تر سکوت اختیار فرماتے ہیں ، رائے سے اجتناب فرماتے ہیں ۔ (اعلام الموقعین :۳۳/۲۹/۱، کتب الشیخ ابوزہرہ المصریؒ)

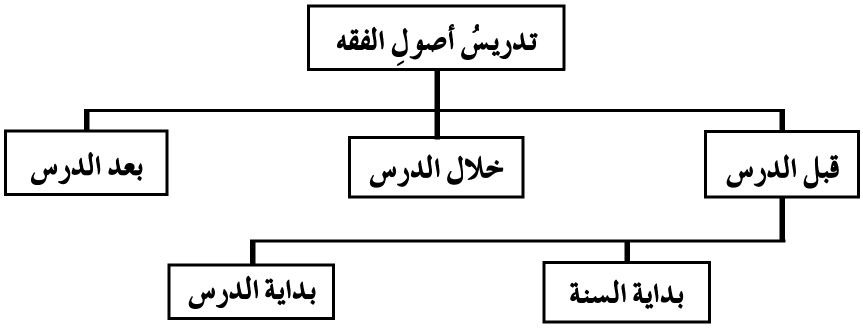

قبل الدرس........بداية السنة

۱:-موضوع کی تعریف لغۃً واصطلاحاً
۲:-تاریخ وتدوین
۳:-مباحثِ خمسہ (حاکم ،حکم ،ادلۂ احکام ، مقاصد ومدارجِ احکام ، دلالتِ احکام)
۴:-حکم کی تفصیل (امر، نہی ،تساوی)

قبل الدرس........بداية الدرس

۱-اعدادالدرس (سبق کی تیاری) ۲-اصطلاحات کا تعارف

۳-مباحث کا حاصل ۴-تقدیرِ درس

خلال الدرس (توضیح وتطبیق)

۱:-عبارت کی تصحیح ۲:-ترجمۂ عبارت

۳:-کتاب کی مثالیں

۴:-کتاب کی مثالوں کے علاوہ امثلہ کی تلاش اور بیان کرنا (وهبه الزحيلی، علی الخفيف، الأشباه، تقويم الأدلة دبوسی)

۵:-اصل کو عام فہم انداز میں بتایا جائے، پھر فرع ذکر کریں یا اس کا عکس کرلیا جائے۔

۶:-اُصولِ فقہ کی اہم اصطلاحات یاد کرائی جائیں (عام، خاص، مطلق، مقید)

۷:-متقارب المفہوم اصطلاحات کے درمیان فرق بتائیں (خاص ومعرفہ، عام ونکرہ)

۸:-مباحثِ خمسہ بالا کا تعارف کرائیں، اور موقع بموقع دہرائیں، کس کتاب میں احاطہ نہیں ہے وہ بتائیں اور امتیاز ہے تو اس کی نشاندہی کریں۔ نیز طرقِ اجتہاد کی غیر معروف اصطلاحات مثلاً: تحقیقِ مناط، تنقیحِ مناط، تخریجِ مناط وطرقِ اجتہاد کا تعارف بھی کرایا جائے۔

۹:-احکامِ شرعیہ کے مقاصدِ خمسہ (حفظِ دین، حفظِ نفس، حفظِ نسل، حفظِ مال، حفظِ عقل) کو حسبِ موقع دہرایا جائے، تاکہ عللِ فقہیہ اور اسرارِ شرعیہ کی ابحاث میں فائدہ ہو۔

۱۰:-قدیم طرز پر طلبہ سے تیاری کراکے ''آمادگی'' کے اُصول کے مطابق کہلوایا اور بلوایا جائے۔

بعد الدرس (تفریع وتذییل)

۱:-توضیحی مثالیں ۲:-آیاتِ احکام سے طرقِ اثبات

۳:-تمرینی سوالات

اُصول الشاشی

اصول الشاشی میں زیادہ تر حصہ دلالۃ الکلام سے متعلق مباحث پر مشتمل ہے۔ ادلہ شرعیہ میں سے ماخذِ اصلیہ اتفاقیہ کا بیان تو ہے، لیکن ماخذِ ذیلیہ اختلافیہ سے بحث نہیں ہے۔ اسی طرح مقاصدِ احکام و مدارجِ احکام کا پہلو یہاں نہیں ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ اصول الشاشی کے طالب علم کو ان بھاری مباحث میں اُلجھانا تدریس کے تدریجی ضابطہ کے خلاف ہے تو یہ بات اپنی جگہ معقول ہے، لیکن خود

کتاب کی ابتدائی ابحاث بھی تو ابتدائی طالب علم کے لیے کافی دشوار ہیں۔ جب ان ابحاث سے مناسبت ہوجاتی ہے تو ان ابحاث کے اشارات بھی زیادہ نامانوس نہیں رہیں گے۔ اُصول الشاشی فن کی پہلی کتاب ہے، اس کی تفہیم کے لیے درج بالا تفصیل کے علاوہ ''تسهيل أصول الشاشي للبدخشاني'' اور ''آسان اُصولِ فقہ'' خالد سیف اللہ رحمانی سے استفادہ کیا جائے۔

نور الأنوار

''نور الأنوار''، ''المنار للنسفي'' کی شرح ہے، اس میں حاکم اور احکام شریعت کے مقاصد و مدارج سے تعرض نہیں فرمایا گیا، تقریباً کتاب کا آدھا حصہ مباحثِ اصول میں سے صرف دلالتِ کلام اور اس کی تعریفات اور ردوقدح سے تعلق رکھتا ہے۔ فقہ کے ذیلی اصول و ذیلی ماخذ کا یہاں بھی کوئی اتا پتا نہیں ملتا، البتہ قیاس کے ساتھ استحسان کی بحث قدرے تفصیلی انداز میں مل جاتی ہے۔

یہ کتاب خود ایک اصولی کتاب کی شرح ہے، اس کے لیے زیادہ سے زیادہ شروح کی ضرورت نہیں ہے۔ البتہ ''كشف الأسرار'' سے استفادہ مفید ہے، اور حاشیہ بھی کافی ہے۔

منتخب الحسامي

اس میں ایجاز واغلاق حل طلب ہے جس کے حل کے لیے ''النامی'' کو کافی سمجھا جاتا ہے۔ البتہ استاذ بدخشانی مدظلہم کی تسہیل ''التيسير المهذب في شرح المنتخب'' بہت مفید ہے۔

ممکن ہو تو حسامی کو شروع کی بجائے سنت کی بحث سے اختتامِ کتاب تک شامل درس رکھا جائے، ابتدائی حصہ میں توانائی صرف کرنے کی بجائے شاید یہ زیادہ مفید ہو۔

التوضيح والتلويح

توضیح تلویح کا مدرس علامہ شوکانیؒ کی ''إرشاد الفحول'' اور شیخ ابوزہرہؒ کی ''علم أصول الفقه'' سے استفادہ کرتے ہوئے مختلف مناسبات میں محاضرے کی صورت میں طلبہ کو مستفید فرمائے۔

نیز فقہ اسلامی کے ان ذیلی مآخذ سے ضرور متعارف کرایا جائے، جو عموماً نو پیش آمدہ مسائل کے لیے بنیاد سمجھے جاتے ہیں، جیسے عرف و عادت، سدِ ذرائع، اور مصالحِ مرسلہ وغیرہ کی حقیقت اور ان کا بجا یا بے جا استعمال بتایا جائے۔

..... ❀ ..... ❀ ..... ❀ .....

توکل؛ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا خصوصی شعار

کیا رزق کے لیے جدوجہد توکل کے خلاف ہے؟

ڈاکٹر مفتی محمد نجیب قاسمی سنبھلی
فاضل دار العلوم دیوبند، مقیم: ریاض سعودی عرب

اللہ تعالیٰ پر توکل یعنی بھروسہ کرنا انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے طریقہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا حکم بھی ہے۔ قرآن وحدیث میں توکل علیٰ اللہ کا بار بار حکم دیا گیا ہے۔ صرف قرآن کریم میں سات مرتبہ ’’وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ‘‘ فرماکر مؤمنوں کو صرف اللہ تعالیٰ پر توکل کرنے کی تاکید کی گئی ہے، یعنی حکم خداوندی ہے کہ اللہ پر ایمان لانے والوں کو صرف اللہ ہی کی ذات پر بھروسہ کرنا چاہیے۔ آیئے! سب سے قبل توکل کے معنی سمجھیں:

لفظی اور شرعی اصطلاح میں توکل کا مطلب

توکل کا لفظی معنی ’’کسی معاملہ میں کسی ذات پر اعتماد کرنا‘‘ ہے، یعنی اپنی عاجزی کا اظہار اور دوسرے پر اعتماد اور بھروسہ کرنا توکل کہلاتا ہے۔

اس یقین کے ساتھ اسباب اختیار کرنا کہ دنیوی واُخروی تمام معاملات میں نفع ونقصان کی مالک صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے، اس کے حکم کے بغیر کوئی پتا درخت سے نہیں گرسکتا، ہر چھوٹی بڑی چیز اپنے وجود اور بقا کے لیے اللہ کی محتاج ہے، غرض یہ کہ خالقِ کائنات کی ذاتِ باری پر مکمل اعتماد کرکے دنیاوی اسباب اختیار کرنا توکل علیٰ اللہ ہے۔ اگر کوئی شخص بیمار ہوجائے تو اُسے مرض سے شفایابی کے لیے دوا کا استعمال تو کرنا ہے، لیکن اس یقین کے ساتھ کہ جب تک اللہ تعالیٰ شفا نہیں دے گا، دَوا اَثر نہیں کرسکتی۔ یعنی دنیاوی اسباب کو اختیار کرنا توکل کے خلاف نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کا نظام یہی ہے کہ بندہ دنیاوی اسباب اختیار کرکے کام کی انجام دہی کے لیے اللہ تعالیٰ کی ذات پر پورا بھروسا کرے،

یعنی یہ یقین رکھے کہ جب تک حکم خداوندی نہیں ہوگا، اسباب اختیار کرنے کے باوجود شفا نہیں مل سکتی۔
حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

''**قال رجل: یارسول اللّٰہ! أعقلها وأتوکل؟ أو أطلقها وأتوکل؟ قال: اعقلها وتوکل۔**'' (سنن ترمذی، کتاب صفۃ القیامۃ، ج:۴،ص:۶۷۰،طبع: داراحیاء التراث العربی، بیروت)

''ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: کیا اونٹنی کو باندھ کر توکل کروں یا بغیر باندھے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: باندھو اور اللہ پر بھروسہ کرو۔''

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: اہلِ یمن بغیر ساز وسامان کے حج کرنے کے لیے آتے اور کہتے کہ ہم اللہ پر توکل کرتے ہیں، لیکن جب مکہ مکرمہ پہنچتے تو لوگوں سے سوال کرنا شروع کردیتے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کی سورۃ البقرۃ میں آیت: ۱۹۷ نازل فرمائی کہ: ''حج کے سفر میں زادِراہ ساتھ لے جایا کرو۔'' (صحیح بخاری)

جو بھی اسباب مہیا ہوں، انہیں اس یقین کے ساتھ اختیار کرنا چاہیے کہ کرنے والی ذات صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ہے۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے جب اپنی طویل بیماری کے بعد اللہ تعالیٰ سے شفایابی کے لیے دعا فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ اپنے پیر کو زمین پر ماریں۔ اب غور کرنے کی بات ہے کہ کیا ایک شخص کا زمین پر پیر مارنا، اس کی بیسیوں سال کی بیماری کی شفایابی کا علاج ہے؟ نہیں! لیکن انہوں نے اللہ کے حکم سے یہ کمزور سبب اختیار کیا، جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے ان کے زمین پر پیر مارنے سے پانی کا ایسا چشمہ جاری کردیا، جس سے غسل کرنے پر حضرت ایوب علیہ السلام کی بیسیوں سال کی بدن کی متعدد بیماریاں ختم ہوگئیں۔ حضرت ایوب علیہ السلام کے اس واقعہ کی تفصیلات کے لیے سورۃ الانبیاء، آیت: ۸۳ و ۸۴ اور سورۂ ص، آیت: ۴۱ سے ۴۴ کی تفسیر کا مطالعہ کریں۔ حضرت ایوب علیہ السلام کے اس واقعہ سے ہمیں متعدد سبق ملے، دو اہم سبق یہ ہیں: پہلا سبق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے ارادہ سے بھی حضرت ایوب علیہ السلام کو شفا دے سکتے تھے، مگر دنیا کے دارالاسباب ہونے کی وجہ سے حضرت ایوب علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ کچھ حرکت کریں، یعنی کم از کم اپنے پیر کو زمین پر ماریں۔ دوسرا سبق یہ ہے کہ جو بھی اسباب مہیا ہوں، ان کو اس یقین کے ساتھ اختیار کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور حکم سے کمزور اسباب کے باوجود کسی بڑی سے بڑی چیز کا بھی وجود ہوسکتا ہے۔

حضرت مریم علیہا السلام نے جب اللہ کے حکم سے بغیر باپ کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جنا تو اُن کے لیے حکم خداوندی ہوا کہ کھجور کے تنے کو ہلائیں، یعنی حرکت دیں، اُس سے جب پکی ہوئی تازہ کھجوریں

جھڑیں تو ان کو کھائیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے حضرت مریم علیہا السلام کو بغیر کسی سبب کے بھی کھجور کھلا سکتے تھے، لیکن دنیا کے دار الاسباب ہونے کی وجہ سے حکم ہوا کہ کھجور کے تنے کو اپنی طرف ہلاؤ، چنانچہ حضرت مریم علیہا السلام نے حکم خداوندی کی تعمیل میں کھجور کے تنے کو حرکت دی۔ کھجور کا تنا اتنا مضبوط ہوتا ہے کہ چند طاقت ور مرد بھی اسے آسانی سے نہیں ہلا سکتے، لیکن صنفِ نازک نے اس کمزور سبب کو اختیار کیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے حکم سے سوکھے ہوئے کھجور کے درخت سے حضرت مریم علیہا السلام کے لیے تازہ کھجوریں یعنی غذا کا انتظام کر دیا۔ اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ جو بھی اسباب مہیّا ہوں، اللہ پر توکل کر کے اُنہیں اختیار کرنا چاہیے۔

اسباب تو ہمیں اختیار کرنے چاہئیں، لیکن ہمارا بھروسا اللہ کی ذات پر ہونا چاہیے کہ وہ اسباب کے بغیر بھی چیز کو وجود میں لا سکتا ہے اور اسباب کی موجودگی کے باوجود اس کے حکم کے بغیر کوئی بھی چیز وجود میں نہیں آ سکتی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جلتی ہوئی آگ میں ڈالا گیا، جلانے کے سارے اسباب موجود تھے، مگر حکم خداوندی ہوا کہ آگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے سلامتی بن جائے تو آگ نے اُنہیں کچھ بھی نقصان نہیں پہنچایا، بلکہ وہ آگ جو دوسروں کو جلا دیتی ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے ٹھنڈی اور سلامتی کا سبب بن گئی۔ اسی طرح حضرت اسماعیل علیہ السلام کی گردن پر طاقت کے ساتھ تیز چھری چلائی گئی، مگر چھری بھی کاٹنے میں اللہ کے حکم کی محتاج ہوتی ہے، اللہ نے اُس چھری کو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی گردن کو نہ کاٹنے کا حکم دے دیا تھا، لہٰذا کاٹنے کے اسباب کی موجودگی کے باوجود چھری حضرت اسماعیل علیہ السلام کی گردن نہیں کاٹ سکی۔

اسباب وذرائع و وسائل کا استعمال کرنا منشائے شریعت اور حکم الٰہی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسباب و وسائل کو اختیار بھی فرمایا اور اس کا حکم بھی دیا، خواہ لڑائی ہو یا کاروبار، ہر کام میں حسبِ استطاعت اسباب کا اختیار کرنا ضروری ہے، لہٰذا جائز وحلال طریقہ پر اسباب و وسائل کو اختیار کرنا، پھر اللہ کی ذات پر کامل یقین کرنا توکل علیٰ اللہ کی روح ہے۔ اگر توکل علیٰ اللہ کا مطلب یہ ہوتا کہ صرف اللہ کی مدد ونصرت پر یقین کر کے بیٹھ جائیں تو سب سے پہلے قیامت تک آنے والے انس وجن کے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر عمل کرتے، حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا نہیں کیا اور نہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ایسا کوئی حکم دیا، بلکہ دشمنوں کے مقابلہ کے لیے پہلے پوری تیاری کرنے کی تاکید فرمائی۔

جیسا کہ عرض کیا گیا کہ قرآن کریم میں اللہ پر توکل یعنی بھروسہ کرنے کی بار بار تاکید کی گئی ہے، اختصار کے مدِنظر یہاں صرف چند آیات کا ترجمہ پیش کر رہا ہوں:

۱:-’’تم اُس ذات پر بھروسہ کرو جو زندہ ہے، جسے کبھی موت نہیں آئے گی۔‘‘ (الفرقان:۵۸)

۲:-’’جب تم کسی کام کے کرنے کا عزم کرلو تو اللہ پر بھروسہ کرو۔‘‘ (آل عمران:۱۵۹)

۳:-’’جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے اللہ اس کے لیے کافی ہو جاتا ہے۔‘‘ (الطلاق:۳)

۴:-’’بے شک ایمان والے وہی ہیں جب ان کے سامنے اللہ کا ذکر کیا جائے تو ان کے دل نرم پڑ جاتے ہیں اور جب ان پر اس کی آیات کی تلاوت کی جاتی ہے تو وہ آیات ان کے ایمان میں اضافہ کر دیتی ہیں اور وہ اپنے رب ہی پر بھروسہ کرتے ہیں۔‘‘ (الانفال:۳)

ہمارے نبی نے بھی متعدد مرتبہ اللہ پر توکل کرنے کی تعلیم دی ہے، فی الحال صرف ایک حدیث پیش ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

’’لو أنکم کنتم تو کلون علی اللّٰہ حق تو کلہٖ لرزقتم کما یرزق الطیر تغدو خماصا و تروح بطانا۔‘‘ (سنن الترمذی، باب التوکل علی اللہ، ج:۴،ص:۳۵۷)

’’اگر تم اللہ پر توکل کرتے جیسے توکل کا حق ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ تم کو اس طرح رزق دیتا جیسا کہ پرندوں کو دیتا ہے کہ صبح سویرے خالی پیٹ نکلتے ہیں اور شام کو پیٹ بھر کر واپس لوٹتے ہیں۔‘‘

مشاہدہ ہے کہ پرندوں کو بھی رزق حاصل کرنے کے لیے اپنے گھونسلوں سے نکلنا پڑتا ہے، لیکن رزق دینے والی ذات صرف اور صرف اللہ ہی کی ہے۔

جب کفارِ مکہ اُحد کی جنگ سے واپس چلے گئے تو راستے میں اُنہیں پچھتاوا ہوا کہ ہم جنگ میں غالب آجانے کے باوجود خواہ مخواہ واپس آگئے، اگر ہم کچھ اور زور لگاتے تو تمام مسلمانوں کا خاتمہ ہوسکتا تھا۔ اس خیال کی وجہ سے انہوں نے مدینہ منورہ کی طرف لوٹنے کا ارادہ کیا۔ دوسری طرف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے ارادہ سے باخبر ہوکر اُحد کے نقصانات کی تلافی کے لیے جنگِ اُحد کے اگلے دن صبح سویرے صحابہؓ میں یہ اعلان فرمایا کہ: ہم دشمن کے تعاقب میں جائیں گے، اور جو لوگ جنگِ اُحد میں شریک تھے، صرف وہ ہمارے ساتھ چلیں۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم جنگ کی وجہ سے زخمی اور بہت زیادہ تھکے ہوئے تھے، لیکن انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پر لبیک کہا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہؓ کے ساتھ مدینہ منورہ سے حمراء الاسد کے مقام پر پہنچے تو قبیلہ خزاعہ کے ایک شخص نے مسلمانوں کے حوصلے کا خود مشاہدہ کیا۔ بعد میں اس شخص کی ملاقات کفارِ مکہ کے سردار ابوسفیان سے ہوئی تو اس نے مسلمانوں کے حوصلے کے متعلق بتایا اور مکہ مکرمہ واپس جانے کا مشورہ دیا۔ اس سے کفار پر رعب طاری ہوا اور وہ واپس مکہ مکرمہ چلے گئے، مگر ابوسفیان نے ایک شخص کے ذریعہ مسلمانوں کے لشکر میں یہ خبر (جھوٹی) پہنچا دی کہ

ابوسفیان بہت بڑا لشکر جمع کر چکا ہے اور وہ مسلمانوں کا خاتمہ کرنے کے لیے ان پر حملہ کرنے والا ہے۔ اس پر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم ڈرنے کے بجائے بول اُٹھے: ''حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ '' (آل عمران:۱۷۳) ''ہمارے لیے اللہ کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔'' یہی توکل ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ہم ایک غزوہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ جب ہم ایک گھنے سایہ دار درخت کے پاس آئے تو اس درخت کو ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے چھوڑ دیا۔ مشرکین میں سے ایک شخص آیا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی درخت سے لٹکی ہوئی تلوار لے لی اور سونت کر کہنے لگا: کیا تم مجھ سے ڈرتے ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں۔ اس نے کہا کہ: تمہیں مجھ سے کون بچائے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا: اللہ۔ یہ فرمایا ہی تھا کہ تلوار اس کے ہاتھ سے گر پڑی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ تلوار پکڑ کر فرمایا: تمہیں مجھ سے کون بچائے گا؟ اس نے کہا: تم بہتر تلوار پکڑنے والے بن جاؤ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تو ''لا إله إلا اللّٰه محمد رسول اللّٰه '' کی گواہی دیتا ہے؟ اس نے کہا: نہیں، لیکن میں آپ سے یہ عہد کرتا ہوں کہ نہ میں آپ سے لڑوں گا اور نہ میں اُن لوگوں کا ساتھ دوں گا جو آپ سے لڑتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا راستہ چھوڑ دیا۔ وہ شخص اپنے ساتھیوں کے پاس گیا اور کہنے لگا: میں ایسے شخص کے پاس سے آیا ہوں جو لوگوں میں سب سے بہتر ہے۔ (مسند احمد) [یہ واقعہ الفاظ کے فرق کے ساتھ بخاری و مسلم بھی موجود ہے]۔

خلیفہ اوّل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں نے مشرکین کے قدم دیکھے جب کہ ہم غار (ثور) میں تھے، وہ ہمارے سروں کے اوپر کھڑے تھے۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر ان میں سے کوئی اپنے قدموں کی نچلی جانب دیکھے تو وہ ہمیں دیکھ لے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوبکر! تیرا ان دو کے متعلق کیا گمان ہے کہ اللہ جن کا تیسرا ہے۔ (بخاری و مسلم)

توکل علیٰ اللہ کے حصول کے لیے ایک دعا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص گھر سے نکلتے وقت یہ دعا پڑھے: ''بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ ''..... ''میں اللہ کا نام لے کر گھر سے نکلتا ہوں اور اللہ پر بھروسہ کرتا ہوں، اور نہ کسی بھی کام کی قدرت میسر آسکتی ہے نہ قوت، مگر اللہ تعالیٰ کی مدد سے۔'' ..... تو اس کو کہہ دیا جاتا ہے کہ: تو نے ہدایت پائی، تیری کفالت کردی گئی، تجھے ہر شر سے بچا دیا گیا اور شیطان اس سے دور ہٹ جاتا ہے۔ (ابوداؤد، ترمذی)

..... ❁ ..... ❁ ..... ❁ .....

میوزک اور گانے

اللہ کی ناراضی کا سبب

مولانا عبداللہ بن مسعود
متخصصِ علومِ حدیث، جامعہ ہذا

اللہ اور اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے والے ہر شخص کا یہ نظریہ اور عقیدہ ہوتا ہے کہ اللہ کی مان مان کر چلنے، قدم قدم پر نبی مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے فرامین کو اپنانے، دین کی مبارک تعلیمات کے مطابق اپنی زندگی کو ڈھالنے میں ہی میری نجات، کامیابی اور دونوں جہاں کی خوشگوار زندگی کا سامان ہے۔ دنیا اِدھر سے اُدھر ہو جائے، لیکن پیارے نبی علیہ السلام کے پیارے ارشادات وہ کبھی فراموش نہیں کرسکتا۔ وہ جانتا ہے اور مانتا ہے کہ نبی علیہ السلام کی بات کو میں نے پسِ پشت ڈالا تو میری دنیا بھی اُجڑ جائے گی اور آخرت بھی، آخرت کی نعمتوں سے بھی محرومی ہوگی اور دنیا کی خوشیاں بھی مجھ سے روٹھ جائیں گی، اگرچہ وقتی طور پر حاصل رہیں۔ گانا اور میوزک یہ ایک ایسی چیز ہے جو آدمی کی دنیا بھی برباد کرتی ہے اور آخرت بھی، بعض طبیعتوں کو میوزک سننے سے شاید لذت وراحت سی محسوس ہوتی ہو، ایسی لذت کی مثال اُس خارش زدہ شخص کی لذت جیسی ہے جس کو خارش کرتے ہوئے مزہ محسوس ہو رہا ہوتا ہے، لیکن کچھ دیر بعد ہی یہ مزہ اُس کے لیے وبالِ جان بن جاتا ہے۔ اسی طرح یہ میوزک بھی اللہ تعالیٰ کی سخت پکڑ اور خطرناک سزا کا ذریعہ بن جاتا ہے۔

یاد رکھیں! یہ گناہ دو چیزوں پر مشتمل ہے: ۱:- میوزک، گانا اور ساز وباجے پر، ۲:- بے حیائی کے جملوں اور بول، فحش خیالات، نامحرم کی آواز، جنسی جذبات کو بھڑکانے اور غلط وگناہ پر آمادہ کرنے والے نظریات پر۔ لہٰذا اگر دونوں باتیں جمع ہوں تب تو گناہ ہے ہی اور اگر دونوں میں سے کوئی ایک بات بھی پائی جا رہی ہو تو ایسی آواز کا سننا بھی ناجائز اور حرام ہے۔ اس لیے ایسی نعت وغیرہ جس کے پیچھے (Backgroud) میوزک کی آواز ہو اُس سے بھی بچنا لازم ہے، البتہ اگر بغیر میوزک کے وہ نعت ہو اور دیگر کوئی خلاف شرع بات نہ ہو تو اُسے سنا جا سکتا ہے، لہٰذا میوزک اور ساز وغیرہ پر مشتمل نعتوں اور قوالیوں کے بارے میں یہ کہنا کہ: ''یہ تو نعت ہے یا قوالی ہے، اس سے کیا ہوتا ہے؟! اِس میں

تو اچھی باتیں ہیں'' درست نہیں ہے، ایسی نعتوں اور قوالیوں کو نہیں سننا چاہیے، کیونکہ ان میں میوزک، ساز اور باجے کی آواز شامل ہے اور میوزک، ساز اور باجے کی آواز سننا بھی حرام ہے۔

ایک بار حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما راستے میں جارہے تھے، ان کے کانوں میں گانے اور ساز کی آواز آئی، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کانوں میں انگلیاں ڈال لیں اور اس راستے سے ہٹ گئے۔ پھر تھوڑے وقفے کے بعد اپنے شاگرد نافع سے پوچھتے رہے کہ کیا اب بھی آواز آرہی ہے؟ حضرت نافع اثبات میں جواب دیتے (یعنی آواز آرہی ہے) تو آپ چلتے رہتے، یہاں تک کہ جب گانے کی آواز سنائی دینا بند ہوگئی تو آپ نے اپنے کانوں سے ہاتھ ہٹالیے اور فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی گانے کی آواز پر اسی طرح کانوں میں انگلیاں ڈالتے دیکھا تھا۔ (مسند احمد: ۴۶۳۳)

ملاحظہ فرمایئے! گانوں کی آواز سے کتنی سخت نفرت تھی کہ کانوں میں انگلیاں ڈال لیں۔ گانے بجانے، سننے میں اپنے کریم رب اور ہمدرد نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی نافرمانی کے ساتھ چند نقصانات یہ بھی ہیں:

۱:- دل میں نفاق پیدا ہوجانا: سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک ارشاد ہے:

''اَلْغِنَاءُ يُنْبِتُ النِّفَاقَ فِي الْقَلْبِ كَمَا يُنْبِتُ الْمَاءُ الزَّرْعَ'' (شعب الایمان: ۴۷۴۶)

''گانا دل میں اِس طرح نفاق پیدا کرتا ہے جیسے پانی کھیتی اُگاتا ہے۔''

۲:- اُمت پر مصیبتوں کا ٹوٹ پڑنا: ایک حدیث مبارک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۱۵ ایسے اعمال بتائے کہ جب لوگوں میں وہ کام ہونے لگیں تو ان پر پریشانیاں اور مصیبتیں نازل ہونے لگ جاتی ہیں، ان میں سے ایک کام ساز باجوں اور گانوں کی کثرت ہے۔ (جامع ترمذی: ۲۲۱۰) اللہ ہماری اور ہماری نسل کی اِس سے حفاظت فرمائے۔

۳:- بے حیائی عام ہونے لگتی ہے۔

۴:- ہمارے بچوں، بچیوں کے اخلاق خراب ہونے لگتے ہیں، وہ اپنے والدین اور بڑوں کے نافرمان ہوجاتے ہیں۔

۵:- اللہ کی یاد سے غفلت ہونے لگتی ہے۔

۶:- بے چینی، بے سکونی اور بے اطمینانی کی سی کیفیت طاری ہوجاتی ہے، امریکا میں ہونے والی ایک تحقیق کے مطابق ہر سال امریکا میں ۶۰۰ نوجوان گانے بجانے کے اثرات سے متاثر ہوکر خودکشی کرلیتے ہیں۔

۷:- احساسِ ذمہ داری ختم ہوجاتا ہے۔

۸:- فحش اور گندی زبان استعمال ہونے لگتی ہے۔

خوشگوار اور پرسکون زندگی کے لیے، طرح طرح کی پریشانیوں، مصیبتوں اور اللہ کے عذاب سے حفاظت کے لیے، بااخلاق و باکردار معاشرہ کی تشکیل کے لیے ہم میں سے ہر شخص یہ عزم کرے کہ وہ خود بھی گانے اور میوزک سننے سے بچے گا اور اپنے بچے، بچیوں، رشتہ داروں اور دوستوں کو بھی نرمی اور محبت سے گانے سننے سے بچائے گا۔ اس کے لیے درج ذیل باتوں پر خود بھی عمل کریں اور دوسروں کو بھی اِن کی ترغیب دیں:

۱:- خدانخواستہ اِس گناہ میں مبتلا ہیں تو بلا تاخیر ابھی دو رکعت نفل پڑھ کر اپنے پروردگار سے خوب رو رو کر مانگیں کہ: ''اے اللہ! مجھے اِس گناہ کی نحوست سے بچالے، اس کی نفرت میرے دل میں بٹھا دے، تاکہ میں گانے و میوزک کے خطرناک نقصانات سے بچ سکوں۔''

۲:- جیسے ہی گانے کی آواز کانوں میں پڑے فوراً ''لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ'' مانگنا شروع کردیں اور اپنے دل ودماغ کو گانے کی آواز سے ہٹا کر دوسرے کاموں میں لگانے کی کوشش کریں۔

۳:- ایسی تقریبات اور محفلوں میں بھی جانے سے بچیں جہاں معلوم ہو کہ گانے، میوزک بجائے جائیں گے۔ اِس کا حل یہ ہے کہ تقریب سے کچھ دن پہلے یا کچھ دن بعد جا کر ان کی خوشی میں شریک ہوجائیں اور اُن کو یہ بتا کر معذرت کرلیں کہ: آپ برا نہیں مانیے گا، میں گانے اور میوزک سے بچنے کی کوشش کرتا ہوں، تاکہ اللہ تعالیٰ مجھے اس کے نقصانات سے بچالیں۔

۴:- اپنے موبائل پر میوزک والی رنگ ٹون کو بدل لیں، تاکہ ہم خود بھی اِس گناہ سے محفوظ رہیں اور دوسروں کی تکلیف کا ذریعہ بھی نہ بنیں۔

۵:- اِس دعا کو اپنے پاس نوٹ کر کے یاد کر کے دھیان کے ساتھ مانگنا شروع کردیں:

''اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِکَ مِنْ مُنْکَرَاتِ الْأَخْلَاقِ وَالْأَعْمَالِ وَالْأَهْوَاءِ.'' (جامع ترمذی:۳۵۹۱)

''اے اللہ! میں ۱:- برے اخلاق، ۲:- برے اعمال اور ۳:- بری خواہشات سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں۔''

ہم میں سے ہر ایک یہ ٹھان لے کہ اب آئندہ ان شاء اللہ! ساری زندگی میں گانے نہیں سنوں گا، ایسی مجلس وتقریب سے میں فوراً دور ہوجاؤں گا، چاہے گانے بج رہے ہوں یا میوزک والی نعتیں یا قوالیاں سنی جارہی ہوں، کیوں کہ حقیقی خیر اور اصل سکون وکامیابی پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے احکامات سے اپنی زندگیوں کو سنوارنے میں ہی ہے۔ خدائے رحمٰن سے درخواست ہے کہ تمام گناہوں بالخصوص گانے اور میوزک سننے سے ہماری حفاظت فرمائے، آمین!

..... ❁ ..... ❁ ..... ❁ .....

خوانِ بنوریؒ سے مولانا امین اورکزئیؒ کی خوشہ چینی

(پہلی قسط)

افادات: محدث العصر حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ
ضبط و کتابت: مولانا محمد امین اورکزئی رحمۃ اللہ علیہ
مرتبہ و مرسلہ: مولانا محمد طفیل کوہاٹی

حضرت الاستاذ مولانا محمد امین اورکزئیؒ پاکستان کے دور دراز سرحدی علاقہ اورکزئی ایجنسی کے باشندے تھے۔ اس علاقہ میں دارالعلوم دیوبند کے فضلاء کی ایک کثیر تعداد موجود تھی، خصوصاً حضرت مولانا احمد حسین رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ مجاز مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا بہاء الحق اورکزئی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا معز الحق رحمۃ اللہ علیہ، مولانا فخر الاسلام رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا محمد کریم کاکاخیل رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ بالخصوص قابلِ ذکر ہیں۔ ان حضرات سے ہمارے یہاں علم وفن اور تقویٰ وطہارت کے چشمے جاری ہوئے۔ مولانا امین اورکزئی رحمۃ اللہ علیہ نے ابتدائی علوم انہی حضرات سے حاصل کیے، جب کہ دورہ حدیث ۱۹۶۷ء میں حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی سے کیا۔ حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کی مردم شناس نگاہوں نے آپ کے جوہر ملاحظہ کیے تو مستقل اپنی تربیت میں لے لیا اور اپنی وفات تک اپنے زیرِ سایہ مختلف علمی وتحقیقی کاموں میں معاون کی حیثیت سے خدمت پر مامور رکھا۔ آپ نے حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کی شہرہ آفاق شرحِ ترمذی ''معارف السنن'' میں بحیثیت معاون کام کیا، اور حضرت کی ایما پر ''شرح معاني الآثار للطحاويؒ'' کی شرح ''نثر الأزهار'' لکھنی شروع کی، جو ''كتاب السير'' تک مکمل کر لی تھی، اس کی دو جلدیں چھپ کر منظرِ عام پر آچکی ہیں اور بقیہ جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی کے شعبہ مجلسِ دعوت وتحقیق سے عنقریب طبع ہوں گی۔ حضرت الاستاذ مولانا محمد امین اورکزئی رحمۃ اللہ علیہ خداداد ذہانت، باکمال حافظہ اور مثالی ورع وتقویٰ کے حامل تھے، علوم حدیث وتفسیر سے گہری شناسائی تھی۔ آپ تریسٹھ سال کی عمر ۲۰۰۹ء کو ایک حملے میں جامِ شہادت

نوش کر گئے۔ آپ نے اپنے بعض اساتذہ کے علوم ومعارف اہتمام سے محفوظ فرمائے، ان میں حضرت مولانا محمد یوسف بنوری قدس سرہٗ اور جامعہ امینیہ دہلی کے ممتاز فاضل حضرت مولانا عبدالغفار کوہاٹیؒ سرفہرست ہیں۔ آپ نے حضرت بنوریؒ کے درسِ بخاری اور مولانا عبدالغفارؒ کے درسِ بیضاوی کو اہتمام سے قلم بند کیا۔ یہ سچ ہے کہ لکھے ہوئے افادات یا تقاریر سے کسی استاذ کی درسی عبقریت کے ظہور کے لیے شاگرد میں ملکۂ ضبط کا درجۂ کمال چاہیے۔ بہت سے نامی گرامی لوگوں کی درسی تقاریر میں وہ شان دکھائی نہیں دیتی جو اُن کے بارے زبان زد عام ہوتی ہے، اس کی بنیادی وجہ آخذین کا ان کی علمی سطح سے فروتر ہونا ہوتا ہے۔ حضرت الاستاذؒ چونکہ خود بھی ذہن رسا کے مالک تھے، اس لیے آپ کا اخذ بھی حد درجہ کامل ہے اور اس سے حضرت بنوریؒ کی علمی شان بخوبی پتہ چلتی ہے۔ ذیل میں حضرت بنوری قدس سرہٗ سے سنے ہوئے جواہر پاروں سے چند منتخب شذرات پیش خدمت ہیں، بندہ نے یہ افادات حضرت الاستاذ کی درسی کاپیوں اور ذاتی ڈائری سے نقل کیے ہیں۔ امید ہے اہلِ علم کے علمی ذوق کی تسکین کا سامان ثابت ہوں گے۔ فرمایا:

☆:...... ’’نبی‘‘ ... ’’نبأ‘‘ سے مشتق ہے اور ’’نبأ‘‘ کے معنی میں تین چیزیں شامل ہیں: ایک تو یہ کہ خبر ہو اور وہ بھی غیب کی، پھر اس میں عظیم الشان فائدہ بھی ہو، لہٰذا ’’نبی‘‘ کا معنی وہ معصوم ذات جو غیب کی ایسی خبریں دے جو عظیم الشان فوائد کی حامل ہوں۔ دنیا کی کسی زبان میں نبی کے لفظ کا پورا ترجمہ نہیں ہوسکتا، جتنے بھی ترجمے ہیں وہ ناقص ہیں، فارسی کا پیغمبر ہو، یا انگریزی کا ریفارمر۔

☆:...... بخاریؒ جو آیاتِ قرآنیہ تراجم میں لائے ہیں ان میں دو جہتیں ہیں: ایک جہت سے وہ باب میں مذکور دعویٰ پر آیت کو بمنزلہ دلیل گردانتے ہیں اور دوسری جہت سے اس کو بمنزلہ متن بنا لیتے ہیں اور باب میں مذکور احادیث اس کے لیے بمنزلہ شرح کے لاتے ہیں۔

☆:...... حضرت آدم وشیث اور ادریس علیہم الصلوٰۃ والسلام حضرت نوح علیہ السلام سے پہلے گزر چکے ہیں، ایک حدیث میں آیا ہے کہ سب سے پہلے پیغمبر سرزمین پر حضرت نوح علیہ السلام تھے، اس سے بعض حضرات کو غلط فہمی ہوئی اور حضرت آدم علیہ السلام کی نبوت سے انکار کر بیٹھے۔ یہ عجیب ہے کہ ایک مظنون خبر کی بنا پر ایک مقطوع امر کا انکار کیا جائے۔ بے شک حضرت نوح علیہ السلام قوم کفار کی طرف سب سے پہلے مبعوث نبی ہیں، یہی حدیث کا مصداق ہے اور اس وجہ سے آیت کریمہ میں حضرت نوح علیہ السلام سے وحی کی ابتدا کا ذکر فرمایا گیا ہے۔

☆:...... سب سے پہلے تراجم پر الحافظ ابوعبداللہ محمد بن عمر بن رشید الفہری السبتی اور حافظ ناصر الدین ابن المنیر الاسکندراتی اور حافظ ابوعبداللہ محمد بن منصور السلجاسی نے کتابیں لکھیں جو غیر مطبوع

ہیں۔ ہمارے سامنے دو کتابیں ہیں جو آخری دور میں لکھی گئی ہیں: ایک شاہ ولی اللہؒ نے جو کتاب کے ساتھ مطبوع ہے، اور تمام بھی، دوسری حضرت شیخ الہندؒ کی ناتمام کتاب ہے جو حقیقت میں تمام ہے، اگر یہ کتاب کامل ہو جاتی تو بخاری کے تراجم کا حق ادا ہو جاتا۔

☆:......''بدء''اور''بدو'' دو نسخے ہیں۔ اَولیٰ اور ذوق کے مطابق ''بدء'' ہے، کیونکہ بخاریؒ نے اور بھی کئی جگہ یہ لفظ استعمال کیا ہے۔ اور پھر براعتِ کتاب کے ساتھ بھی لفظ ''بـــدء'' ہی مناسب ہے، ''بدو'' کا نسخہ تجنیسِ خط کی بنا پر کسی نے خواہ مخواہ بنالیا ہے۔

☆:......وحی کی ایک حقیقت شرعی ہے اور ایک حقیقت لغوی۔ اسی طرح دوسرے بھی بہت سے الفاظ ہیں، مثل صلوٰۃ وغیرہ......وحی کا لغوی معنی ہے: ''الإشارة الخفية بسرعة ''کمافی:

یرمون بالخطب الطوال وتارة

وحي الملاحظ خيفة الرقباء

اور کتاب کے معنی میں بھی مستعمل ہے: کما فی قول لبید في المعلقة الرابعة:

فمدافع الريان عری رسمها

خلقا كما ضمن الوحي سلامها

ان الفاظ کے جو حقائق لغویہ ہیں، ان کی حقائق شرعیہ کے ساتھ گہری مناسبت ہے اور اکثر دونوں میں عام اور خاص یا مطلق ومقید کا تعلق ہوتا ہے۔

☆:......ابن تیمیہؒ نے ''کتاب النبوات'' میں لکھا ہے کہ جو پیغمبر کفار قوم کی طرف مبعوث ہو جائے وہ ''رسول'' ہوتا ہے اور جو کفار کی طرف خصوصی طور پر مبعوث نہ ہو وہ ''نبی'' ہوتا ہے۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے متعلق لکھا ہے کہ وہ قبیلہ بنی جرہم کی طرف مبعوث تھے اور اسی قوم سے عرب مستعربہ پیدا ہوئے۔ ابن تیمیہؒ کی یہ تعریف جامع اور اچھی تعریف ہے۔ اس کے علاوہ جو بھی فروق بیان ہوتے ہیں، وہ صحیح نہیں، منقوض ہیں۔

☆:......متوسط طبقہ کے مصنفین میں مجھے دو مصنف پسند ہیں: ایک ابن رجب حنبلیؒ اور دوسرا ابن قیم حنبلیؒ۔ اتفاق سے دونوں حنبلی ہیں۔ یہ دونوں جس موضوع پر لکھتے ہیں اس سے متعلقہ جملہ مواد کو جمع کر لیتے ہیں اور بسط وشرح کے باوجود ان کا کلام حشو وزوائد سے پاک ہوتا ہے۔

☆:......علمی ذوق پیدا کرنے کے لیے شیخ عبدالقاہرؒ کی ''دلائل الإعجاز'' سے بڑھ کر کتاب نہیں۔

☆:......ابن رجب حنبلیؒ نے اربعین نوویؒ کی شرح لکھی ہے، انہوں نے اربعین پر اپنی طرف سے مزید دس احادیث کا اضافہ کیا ہے، یہ پچاس احادیث کی شرح ہے، اس کا نام انہوں نے ''جواهر

الحکم ''رکھا ہے۔اس میں انہوں نے حدیث ''**إنمــا الأعمـال الخ**'' کی شرح میں عجیب وغریب نکات لکھے ہیں۔اس حدیث کی شرح دیکھنا چاہتے ہو،تو اس کا مطالعہ کرلو،ایسی شرح آپ کو کہیں نہیں ملی گی۔

☆:......حدیث ''**إنـما الأعمال بالنيات الخ**'' میں ایک واقعہ کی طرف تعریض موجود ہے جو سنن سعید بن منصورؒ اور معجم الطبرانی میں مذکور ہے کہ ایک شخص نے ایمان لاکر ایک عورت سے شادی کرنی چاہی،مگر وہ مدینہ چلی گئی،تو یہ شخص بھی مدینہ چلا گیا،تاکہ شادی ہوسکے، ''**أو إلى امرأة**'' میں اس طرف اشارہ ہے۔حدیث کا سوق اس واقعہ پر نہیں ہوا،جس نے یہ کہا اُس نے فاش غلطی کی۔اس عورت کا نام اُم قیس تھا،اس لیے وہ شخص مہاجر ''اُم قیس'' کے نام سے مشہور ہوا اور نام کا کسی کو پتہ نہیں۔یہ اللہ تعالیٰ کی شان ہے کہ کسی صحابیؓ سے اگر کوئی نامناسب کام ہوگیا تو اس کا نام مبہم رکھا گیا۔

☆:......''**في سلسلة الجرس**'' کے متعلق شاہ ولی اللہؒ کی تعبیر سب سے پسندیدہ ہے۔وہ فرماتے ہیں کہ: دراصل فیضانِ وحی کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عالم شہادت سے غائب ہوکر عالم غیب کے ساتھ رابطہ پیدا ہوجاتا تھا اور ایسے موقع پر آپ کے سمع کو معطل کردیا جاتا تو اس تعطل کے دوران آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کان میں جو کیفیت ہوتی تھی،اسے ''**سـلسـلة الجرس**'' سے تعبیر فرمایا ہے۔فرمایا کہ: یہ بات معقول بھی ہے اور مانوس بھی۔اولیاء اللہ کو اس کا تجربہ ہوتا ہے اور میں اس کی تفصیل کرسکتا ہوں،مگر کرتا نہیں۔

☆:......انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے قویٰ بدنیہ اور روحیہ عام انسانوں کے قویٰ سے بالاتر ہوتے ہیں، ان میں ساری صلاحیتیں فوق العادۃ رکھی جاتی ہیں۔امام رازیؒ نے تفسیر کبیر میں غالباً سورۂ انبیاء کی تفسیر کرتے ہوئے اس کی تفصیلات لکھی ہیں۔اس لیے ان میں ''**تـلـقـي عن الغيب**'' کی قوت بطریق اتم موجود ہوتی ہے۔لیکن باجود اس کے اللہ جل شانہ ان کو نبوت کا خلعت عطا فرمانے سے پہلے مختلف قسم کے مجاہدات اور ریاضات سے گزارتے ہیں،تاکہ ان کی عالم غیب کے ساتھ وابستگی مضبوط سے مضبوط تر ہوسکے،ان مجاہدات اور ریاضتوں کے بعد اللہ تعالیٰ ان کو نبوت کے مقام ومنصب پر فائز فرمادیتے ہیں۔انہی مافوق العادۃ صلاحیتوں کی بنا پر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے علوم فطری ہوتے ہیں،ترتیبِ مقدمات وغیرہ سے حاصل نہیں ہوتے۔

☆:......متابعت سے کلام میں تقویت آتی ہے۔متابعت فی الاسناد دو قسم پر ہے: ایک تامہ جو ابتداء اسناد سے ہو اور قاصرہ جو وسطِ اسناد سے ہو۔پھر ان میں سے ہر ایک دو دو قسم پر ہے: ۱:- متابع مذکور ہو،۲:- غیر مذکور ہو،اس طرح متابع عنہ مذکور ہو یا غیر مذکور۔

متابعت میں چار چیزیں ہوتی ہیں: متابِع بالکسر، متابَع بالفتح، متابع عنہ، متابع علیہ، **کما يقال**

تابعۂ فلان عن فلان علی کذا تو پہلا فلاں متابِع ہے اور ضمیر مفعول کا مرجع متابَع ہے، اور دوسرا فلاں جو دونوں کا شیخ ہے، وہ متابَع عنہ اور کذا سے جس بات کی طرف اشارہ ہے متابَع علیہ ہے۔

☆:...... وحی کے نزول کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ تین کام تھے: سماع، تلفظ، تدبر۔ اور نزولِ وحی کے وقت جو شدت ہوتی تھی وہ اس پر مزید، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کافی مشقت اُٹھانی پڑتی تھی، اس لیے اللہ جل شانہ نے آپ کے ذمہ سے دو کام اُٹھا کر اپنے ذمہ لیے، یاد کروانا اور اس کے مضمون کو سمجھانا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ صرف سننا ہی رہ گیا۔

☆:...... یہ بات رکھنی چاہیے کہ جہاں اسناد میں ''کنی'' آتے ہیں، ان کے اسماء کو یاد کرنا ضروری ہے، اسماء کے لیے ''کنی'' کا معلوم کرنا اتنا ضروری نہیں اور نہ ہر کسی کے بس کی بات ہے۔ ''کنی'' مستقل فن ہے، اس پر محدثین بخاری و مسلم و ترمذی وغیرہ نے کتابیں لکھیں جو غیر مطبوع ہیں، البتہ حافظ ابو بشر دولابی نے جو کتاب لکھی ہے وہ مطبوع ہے اور اچھی کتاب ہے۔ غالباً یہ کتاب پہلے ائمہ کی کتابوں سے بہتر ہوگی، کیونکہ یہ فقیہ ہیں، متاخر بھی ہیں اور طحاویؒ کے شیخ ہیں۔ فرمایا: اس فن میں حافظ ذہبیؒ - جو رجال کے بہت بڑے امام ہیں - کو بھی امتحان دینا پڑا۔ حافظ ذہبیؒ کی حافظ ابن دقیق العیدؒ سے ملاقات ہوئی تو پوچھا کون ہو؟ تو فرمایا کہ: ذہبی۔ فرمایا: شمس الدین ذہبی؟ قال: **نعم**۔ تو فرمایا: **من أبو محمد الهلالي** ؟ تو ذہبیؒ نے تبسم فرماتے ہوئے کہا کہ: سفیان ابن عیینہؒ۔ حافظ ابن دقیق العیدؒ نے فرمایا کہ: ''**أنت الذهبي**''۔

☆:...... حضرت ابن عباسؓ کی اکثر روایات مرسل ہیں۔ مسند صرف سترہ تک روایتیں ہیں، اس لیے کہ آپ حدیث السن تھے۔

☆:...... قرآن کریم کی آیات کی ترتیب توقیفی ہے، حدیث سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے اور یہی جمہور کی رائے ہے۔ چند حضرات نے یہ رائے قائم کی ہے کہ قرآنی آیات میں ربط و تناسب ضروری نہیں، شاہ ولی اللہؒ کی بھی یہی رائے ہے۔ تعجب ہے کہ حضرت شاہ صاحبؒ نے یہ سطحی رائے کیسے اختیار کر لی۔

''**نظم الدر فی ربط الآیات والسور للبقاعي**'' اس موضوع پر بہترین کتاب ہے، اس جیسی کتاب بقول علامہ کشمیریؒ اس موضوع پر ابھی تک نہیں لکھی گئی۔ یہ کتاب غیر مطبوع ہے اور ہندو پاک کے کتب خانوں میں موجود نہیں۔ مخطوط مصر و استنبول کے کتب خانوں میں موجود ہے۔

☆:...... شوافع کے نزدیک عمومِ مشترک جائز ہے اور حنفیہ وغیرہ حضرات کے ہاں جائز نہیں۔ فرمایا: اور حنفیہ کا یہ انکار میرا خیال ہے صرف احکام کے دائرہ میں ہے، احکام کے علاوہ دوسرے مقامات پر اگر عمومِ مشترک لیا جائے تو مضائقہ نہیں ہے۔

☆: ......نجوم کے دو کام ہیں: ایک تو اهتداء: ''وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ'' جہات کا معلوم کرنا اور اوقاتِ مواسم کا معلوم کرنا، قدیماً وحدیثاً بحری سفروں میں نجوم کے ذریعہ سے راستہ معلوم کیا جاتا ہے، اسی طرح اکثر بری علاقوں میں ستاروں کے ذریعہ سمت کا تعین کیا جاتا ہے۔ اس علم کا نام ''**معرفة النجوم**'' رکھا جائے تو بہتر ہوگا۔

دوسرا کام ان کی ''**تاثیر في النحوسة والسعادة**'' ہے، اس کی نفی بہت مشکل ہے۔ ان کی تاثیر ہوتی ہے، اگرچہ شریعت نے ممانعت کی ہے، مگر ممانعت سے یہ لازم نہیں کہ ان کا فی الواقع کوئی اثر نہیں۔ ہمارے اکابر میں سے شاہ رفیع الدینؒ بھی اس کے قائل تھے، اس کی تفصیلات ''**إتحاف السادة المتقين شرح إحياء علوم الدين**'' میں ملاحظہ کیجئے۔ سید مرتضی زبیدیؒ نے اس کتاب میں اس موضوع پر بہترین مواد جمع کیا ہے۔

☆: ......ایمان صرف معرفت قلبی سے عبارت نہیں، بلکہ ایمان اذعانِ قلبی، تصدیق اور عقدِ قلبی کا نام ہے۔ ورنہ صرف معرفت تو یہود کو بھی حاصل تھی: ''يَعْرِفُوْنَهُمْ كَمَا يَعْرِفُوْنَ أَبْنَاءَ هُمْ.''

☆: ......ایمان کے متعلق سات مذاہب ہیں: ان میں سے دو اہلِ حق کے ہیں اور بقیہ پانچ اقوال اہلِ ہوا اور گمراہ فرقوں کے ہیں۔ پہلا قول جمہور محدثینؒ کا ہے کہ ایمان عبارت ہے: عقدِ قلبی اور اقرارِ لسانی اور عمل بالجوارح سے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ ایمان صرف عقدِ قلبی کا نام ہے اور بقیہ اعمال واقرار کمالِ ایمان کے لیے بمنزلہ شرط ہیں، شطر اور جزء نہیں۔ یہ مذہب امام ابوحنیفہؒ اور متکلمین کا ہے۔ بظاہر ان دو اقوال میں تعارض نظر آتا ہے، مگر حقیقت میں کچھ تعارض نہیں، بلکہ اعتبار کا فرق ہے۔

امام ابوحنیفہؒ اور محدثین کے درمیان اختلاف کا منشا یہ ہے کہ امام صاحبؒ کی طبیعت میں تنقیح اور تدقیق کا مادہ رچا ہوا تھا، وہ ہر مسئلہ میں اپنے اسی منہج کے مطابق رائے قائم کرتے تھے۔ اس بنا پر آپ نے جب قرآن وسنت میں غور کیا تو قرآن میں تقریباً تیس آیات ایسی ہیں جو اس بارے میں آپ کے اختیار کردہ مسلک پر دال ہیں اور بہت سی آیات میں ایمان کا محل قلب بتلایا گیا ہے۔ اسی طرح احادیث میں بھی ایمان اور اسلام کے درمیان فرق واضح کیا گیا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ امام صاحبؒ کے دور میں فتنۂ خروج واعتزال کا غلبہ تھا۔ آپ نے بار بار ان کے ساتھ مناظرے کیے۔ بیس مرتبہ خوارج کے ساتھ مناظرہ کی غرض سے بصرہ کا سفر کیا۔ چونکہ امام صاحبؒ اور متکلمین کے سامنے خوارج اور معتزلہ کے مسلک کی تردید بھی تھی، اس لیے انہوں نے وہ تعبیر اختیار کی اور محدثین کے زمانہ میں مرجیہ کا فرقہ عروج پر تھا، چونکہ محدثین کے پیشِ نظر ان کی تردید تھی، اس لیے عمل کو ایمان کا جز قرار دیا۔ [کیونکہ معتزلہ کے ہاں ایمان قول، عقد اور عمل کے مجموعہ کا نام ہے اور مرجیہ کے ہاں ایمان

محض قول وعقد کا نام ہے، عمل کی کوئی ضرورت نہیں۔] دونوں فریق حنفیہ اور محدثین اس پر متفق ہیں کہ تارکِ عمل کافر نہیں، بلکہ مؤمن ہے اور جہاں امام احمدؒ وغیرہ نے بعض اعمال کے تارک کو کافر کہا ہے تو اس سے کفرِ صوری مراد ہے، یا اس سے ''کفر دون کفر'' مراد ہے، ''کفر مخرج عن الملة'' مراد نہیں۔

☆:......امام صاحبؒ کو سب سے پہلے نافع بن الارزق خارجی نے ''مرجی'' کہا۔

☆:......امام صاحبؒ نے عثمان بتی کے ساتھ جو علمی مراسلت اور مکاتبت کی ہے، اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ اہلِ حق کی طرف سے فرقہ مبتدعہ کے خلاف برسرِ پیکار تھے۔ یہاں ایک لطیفہ ہے: امام صاحبؒ کا عثمان بتی کے ساتھ تعلق تھا اور مباحثے بھی ہوئے۔ عثمان بتی آپ سے کچھ عرصہ پہلے انتقال کر گئے تھے۔ ایک موقع پر امام صاحبؒ نے فرمایا کہ اگر بتی زندہ ہوتے تو وہ میری رائے کی اتباع کرتے، اس روایت میں ہمارے کرم فرما خطیب بغدادی نے بتی کے لفظ سے ''نبی'' بنا کر **العیاذ باللّٰہ** کہ امامؒ کے الحاد کا سامان کر دیا، **فإنا للّٰہ وإنا إلیہ راجعون.**

☆:......صلوٰۃ، زکوٰۃ، حج، صوم وغیرہ الفاظ مختلف معانی کے لیے مستعمل تھے، شریعت نے ان کو ایک خاص معنی کے لیے استعمال کیا جس کی تشریح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمل سے فرمائی۔ ان مخصوص اعمال اور ہیئات کے لیے ذخیرۂ لغت میں ان سے زیادہ مناسب اور موزوں الفاظ موجود نہیں تھے، لہٰذا اب شریعت میں ان الفاظ کا استعمال انہی مخصوص حقائق کے لیے ہوگا۔ اور شرعی حقائق کے بجائے ان سے لغوی مفاہیم مراد لینا تحریف اور الحاد فی الدین ہوگا۔

☆:......خصائلِ ایمان کے بارے میں تین کتابیں مشہور ہیں: ایک ابن حبانؒ کی جو ''**شعوب الإیمان**'' کے نام سے معروف ہے۔ دوسری ابوبکر بیہقیؒ کی ''**شعب الإیمان**'' ہے اور تیسری ابوعبداللہ حلیمیؒ کی کتاب ہے۔ عینیؒ نے ابن حبان کی کتاب سے اپنی شرح ''**عمدۃ القاری**'' میں ''**شعب الإیمان**'' نقل کیے ہیں۔

☆:......عبداللہ بن محمد الجعفی المسندی یہ پہلا شخص ہے جس نے ماوراء النہر خراسان کے علاقہ میں مسند لکھی ہے، اسی وجہ سے اس کو المسندی کہتے ہیں۔ بعض نے یہ بھی کہا کہ آپ کو مسانید سے زیادہ دلچسپی تھی اور مرسلات وغیرہ کو زیادہ ذکر نہیں کرتے تھے۔

☆:......''**بضع**'' کا لفظ ''**مائة**'' کے ساتھ بالاتفاق نہیں آتا۔ ''**عشرۃ**'' کے ساتھ بالاتفاق آتا ہے اور مابین عقود کے ساتھ آنے میں اختلاف ہے۔

☆:......''**شرح المواھب اللدنیة للزرقانی**'' اور ''**نسیم الریاض شرح الشفاء**

للقاضی عیاض للخفاجی ’’سیرت ومحبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر بہترین کتابیں ہیں، ان کا مطالعہ کرنا چاہیے۔

☆:...... احادیث آیاتِ کریمہ سے مقتبس ہیں صراحۃً یا کنایۃً۔ معمولی غور سے معلوم ہوجاتا ہے کہ حدیث ’’حب الانصار‘‘ آیت ’’وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُا الدَّارَ وَالْإِيْمَانَ‘‘ سے مقتبس ہے۔ اس آیت کی تفسیر میں عام مفسرین کہتے ہیں کہ یہاں تضمین ہے، تقدیر یوں ہے: ’’**والذین تبوؤا الدارَ و أثر الإیمان**‘‘ مگر یہاں تضمین کی ضرورت نہیں، بلکہ آیت کا معنی یہ ہے کہ انصار نے اپنا ظاہری مسکن تو مدینہ کو بنالیا اور معنوی مسکن ایمان کو بنالیا۔

☆:...... بسا اوقات بخاری اپنی طبعی مشکل پسندی کی بنا پر کچھ کہہ جاتا ہے اور شراح وغیرہ مشکل میں پڑ جاتے ہیں، حالانکہ اگر وہ ایک لفظ اور بڑھاتے تو مقام حل ہوجاتا، مگر ایسا کرتے نہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے تھے کہ: متکلم عموماً مخاطب کی خاطر اپنے شان سے نیچے نہیں اُترتا، تاکہ اگر مخاطب جاہل ہو تو اس کے فہم کے لیے اس کی سطح کی بات کردے۔ حضرت شیخ نے فرمایا کہ: یہ صرف قرآن کا اعجاز ہے کہ اس سے ہر شخص بقدرِ حیثیت فائدہ اُٹھاتا ہے، عاصی شخص بھی اس کو پڑھ کر اپنی راہنمائی کا سامان پاتا ہے اور عالم جب پڑھتا ہے تو ’’**لا تنقضی عجائبہٗ**‘‘ کی شان رکھتا ہے۔

☆:...... ہر شخص کو اپنے مسلک کی تقویت اور اثبات کے لیے استدلال کا حق حاصل ہے، مگر یہ نہایت غلط اور خلافِ ذوق بلکہ ظلم کی بات ہے کہ آدمی حدیث میں ایسی قیود کا اضافہ کرے جس سے حدیث حنفی یا شافعی بن جائے، کیونکہ یہ طریقہ درحقیقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے مقامِ رفیع اور رتبۂ شامخہ وبازغہ سے نیچے اُتار کر لانا ہے، **والعیاذ باللّٰہ**۔ حدیث کو حدیثِ رسول رہنے دو، بعد میں دیکھو کہ حدیث آپ کے مسلک کی تائید میں ہے یا خلاف ہے، اگر مؤید ہے تو فبہا، ورنہ جواب دیجئے۔ یہ اُصولی اور اہم بات ہے اس کو ملحوظ نظر رکھنا چاہیے۔ اس بنا پر قسطلانی نے ’’**أو بحق الإسلام**‘‘ کے ساتھ ’’**کترک الصلوٰۃ متعمداً**‘‘ کی قید لگا کر حدیث کو شافعی بنانے کی جو کوشش کی ہے، وہ ناپسندیدہ ہے۔ یہ ایک ظنی اور اختلافی مسئلہ ہے، اس کو حدیث کا مصداق بنانا کسی طرح بھی صحیح نہیں اور ’’**من ترک الصلوٰۃ**‘‘ (حدیث) میں تارکِ صلوٰۃ کو اگرچہ کافر کہا گیا ہے، مگر اس کی کیا دلیل ہے کہ اس کا فر کا حکم بھی قتل ہے۔

☆:...... ’’**باب علامۃ المنافق**‘‘ کی مناسبت پر کسی نے خاص توجہ نہیں دی، میرا خیال ہے کہ بخاریؒ نے اپنی جامع صحیح میں قرآنی ترتیب کو ملحوظ رکھا ہے۔ قرآن حکیم نے سب سے پہلے مؤمنین پھر کفار پھر منافقین کا ذکر فرمایا ہے، ابتدا میں بخاریؒ نے بھی اسی نہج پر اسی ترتیب کے ساتھ طوائف ثلثہ کا ذکر کیا ہے، **فجزاہ اللّٰہ خیرا وللّٰہ در الشیخ ما ألطف ذوقہٗ وأدق نظرہٗ**.

☆ :......**نفر، نفذ، نفص، نفت، نفس، نفی، نفیر، نفاق، نفقة** وغیرہ اس قسم کے دوسرے کلمات جن کے ابتدا میں ''ن، ف'' ہوتے ہیں، ان کے معنی میں ذہاب کا مفہوم پایا جاتا ہے۔

☆ :......''**إعراب**'' جمع ہے، اس کا مفرد من لفظہٖ نہیں اور کبھی اس کے برعکس مفرد ہوتا ہے اور اس کا جمع نہیں آتا اور کبھی جمع ہوتا ہے، تثنیہ اس کا نہیں آتا اور کبھی علیٰ عکس ذٰلک۔ اس موضوع پر ابن خالویہ نے مستقل کتاب لکھی ہے، جس کا نام ''**کتاب لیس**'' ہے۔

☆ :......اللہ تعالیٰ کے علم میں ماضی، حال واستقبال کا کوئی اعتبار نہیں۔ وہ تغیرات وانقلابات سے وراء الوریٰ ہے۔ کبھی کبھی اللہ جل شانہ کے علم کا عکس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب اطہر پر ہوجاتا، جس کی بنا پر مستقبل کے واقعات آپ کے سامنے پیش آتے رہے، آج کے جدید انکشافات اور علوم وفنون کی ترقی سے بہت سے حقائق شرعیہ جو ناقابل فہم تھے، اب سہل الفہم ہوگئے اور سمجھنے میں دقت نہیں رہی۔

☆ :......ایک حدیث جب اسنادِ نازل واعلیٰ کے ساتھ منقول ہو تو متن عالی کے تابع ہوگا، جب تک محدث تصریح نہ کرے کہ متن بسندِ نازل مروی ہے۔

☆ :......حضرت شاہ عبدالقادرؒ جو حضرت شاہ ولی اللہؒ کے چھوٹے صاحبزادے ہیں، انہوں نے دہلی کی اکبری مسجد میں ۱۴ سال تک اعتکاف کرکے قرآن کا ترجمہ لکھا اور یہ آپ کا اس اُمت پر عظیم احسان ہے۔ حضرت شیخ الہندؒ فرماتے تھے کہ: ''یہ ترجمہ الہامی ہے۔'' اور فرماتے تھے کہ: (بالفرض) اگر قرآن اُردو زبان میں نازل ہوتا تو حضرت شاہ صاحبؒ کے ترجمہ کے ٹکڑے ٹکڑے اس میں ہوتے۔ حضرت شاہ صاحب کشمیریؒ فرمایا کرتے تھے کہ: بسا اوقات حضرت شاہ صاحبؒ کے ترجمہ سے وہ مشکلات حل ہوجاتی ہیں جو عربی کی بیس تفسیروں سے حل نہیں ہوتیں۔ حضرت شاہ عبدالقادرؒ کے بعد لوگوں نے اُردو میں ترجمہ قرآن شروع کیا، بعد میں جتنے بھی آئے اُن کے خوشہ چیں ہیں۔ امام شافعیؒ نے فرمایا: ''**الناس كلهم عيال في الفقه على أبي حنيفة**'' حضرت شیخ نے فرمایا کہ: میں کہتا ہوں کہ: ''**الناس كلهم في ترجمة القرآن [بالأردية] عيال على الشاه عبدالقادر رحمه الله تعالىٰ رحمة واسعة.**''

☆ :......''**عهد**'' کا لفظ جنگ وغیرہ کے بعد جو معاہدہ اور صلح نامہ ہوتا ہے، اس کے لیے استعمال ہوتا ہے اور وعدہ عام ہے، شخصی عہد اور میعاد کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

☆ :......ابتدا میں مذاہبِ متبوعہ فقہیہ چھ تھے۔ چار تو مشہور ہیں اور بقیہ دو مذہب سفیان ثوریؒ اور امام اوزاعیؒ کے تھے جو صدی ڈیڑھ صدی کے بعد ختم ہوگئے۔ سفیانؒ کا مذہب حنفی مذہب میں مدغم ہوگیا اور اوزاعیؒ کا مذہب مالکی مذہب میں ادغام ہوگیا۔

☆:......’’بیت المقدس‘‘ میں اگر ’’مُقَدَّس ‘‘ مفعول کا صیغہ ہو تو پھر ’’إضافة الموصوف إلی الصفة ‘‘ کی تاویل کرنی پڑے گی اور اگر ’’مَقْدِس ‘‘ مصدر میمی ہے بمعنی قدس، تو تاویل کی ضرورت نہیں، یہی اولیٰ ہے۔ آج بھی بیت المقدس کی طرف نسبت میں مقدسی کہا جاتا ہے۔

☆:......خبر واحد جب محفوف بالقرائن ہو تو مفید قطع ہوتی ہے، كما في كتب المصطلح.

☆:......اتمام و اکمال میں فرق یہ ہے کہ ’’اِتمام‘‘ بحسب الاجزاء ہوتا ہے اور ’’اِکمال‘‘ بحسب الاوصاف۔ اس فرق کو ’’شرح عقود الجمان ‘‘ میں بیان کیا گیا ہے۔

☆:......’’صیام‘‘ جمع جو آتا ہے وہ صائم کی ہے، نہ کہ صوم کی، اور ’’صیام‘‘ بمعنی مصدری صوم کے معنی میں آتا ہے، جیسا کہ حدیث میں ہے۔

☆:......ابو ہریرہؓ سے راوی ’’محمد‘‘ جب بھی غیر منسوب ہوگا تو مراد ابن سیرینؒ ہوں گے۔

☆:......’’قیراط‘‘ کا لفظ اضداد جیسا ہے، اس کا اطلاق ادنیٰ سے ادنیٰ چیز پر بھی ہوتا ہے، یعنی تولے کا چوبیسواں حصہ اور اس کا اطلاق بڑی سے بڑی چیز پر بھی ہوتا ہے، جیسا کہ جنازہ پڑھنے اور دفنانے میں شریک ہونے والے کے لیے حدیث میں اجر کے بیان میں وارد ہے۔

☆:......انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا سب سے عظیم کمال یہ ہے کہ انہوں نے جو کچھ فرمایا، اس پر عمل بھی کیا۔ میرے نزدیک عالم اسباب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامیابی کا بہت بڑا ذریعہ یہ بنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کو جو پیغام دیا اس پر عمل کرکے دکھایا۔

☆:......نقشبندیہ کے کلماتِ عشرہ کی بے نظیر شرح حضرت شاہ عبدالرحیم صاحبؒ نے اپنی کتاب ’’انفاسِ رحیمیہ‘‘ میں کی ہے، وہاں ملاحظہ کریں۔ حضرت شاہ عبدالرحیمؒ ہمارے جدِ امجد کے ایک واسطہ سے مرید ہیں۔

☆:......حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی حدیث ان چار بنیادی احادیث میں سے ہے جس پر سارے دین کا مدار ہے۔ یہ نہایت اہم حدیث ہے، ہر کسی میں اس کی شرح کی اہلیت نہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ: باوجود اتنی اہمیت کے افسوس ہے کہ کسی نے اس کی کما حقہ تشریح نہیں کی۔ اس کی شرح کا حق امام محمدؒ اور امام شافعیؒ جیسے بلند پایہ ائمہ کو حاصل تھا۔ شوکانیؒ نے جو کچھ لکھا ہے وہ مثل تنکے کے ہے اور حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے تھے کہ: اس پر کچھ عمدہ بحث حافظ ابن دقیق العیدؒ نے ’’شرح إحكام الأحكام ‘‘ میں کی ہے اور نفیس فوائد لکھے ہیں۔ فرمایا کہ: ’’معالم السنن للخطابی ‘‘ میں بھی اس حوالے سے عمدہ بحث ہے، لیکن مطبوعات کے ذخیرہ میں سب سے منقح، مبسوط اور عمدہ بحث شیخ طاش کبری

زادہ نے اپنی کتاب ''مفتاح السعادۃ'' میں کی ہے، **من شاء فلیراجعه.**

☆:...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان فیض ترجمان سے علوم نبوت کے مختلف چشمے جاری ہیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشکوٰۃِ نبوت سے متنوع علوم کا فیضان جاری ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ جو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تلامذہ تھے، ان میں سے ہر ایک نے اپنے ذوق کے موافق احادیث جمع کی ہیں۔ صحابہؓ میں سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق اور صفات کے مظہراتم تھے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم وکمالات کا عکس جمیل آپؓ پر پورا پڑ گیا تھا، اس لیے آپؓ علوم نبوت کے جامع ترین شخص تھے، آپؓ کے بعد دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنے ذوق کے موافق احادیث جمع کیں۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے احادیث فتن کو جمع کیا۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے مال کی مذمت اور فقر کی ترغیب والی احادیث بیان کی ہیں اور حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے امثال وعبد والی احادیث زیادہ بیان فرمائی ہیں اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ان احادیث کو زیادہ جمع کیا جن پر احکام کا مدار ہے اور تفقہ پر مشتمل ہیں اور جس کا کوئی اختصاصی ذوق نہیں تھا، اس نے ہر قسم کی احادیث جمع کی ہیں، جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ۔ **(جاری ہے)**

..... ❁ ..... ❁ ..... ❁ .....

غیر مسلم کے تہوار میں شرکت حکم!

ادارہ

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ:

میری جیٹھانی عیسائی ہیں، مگر ان کے ہمارے ساتھ بہت اچھے تعلقات ہیں۔ رمضان میں وہ ہمیں افطار پر بلاتی ہیں اور عید بھی ہمارے ساتھ مناتی ہیں۔ اسی طرح ہم بھی ہر سال کرسمس پر ان کے یہاں انوائٹڈ (مدعو) ہوتے ہیں اور چوبیس اور پچیس دسمبر کی تقاریب میں ہم ان کے ساتھ ہوتے ہیں، کھانا البتہ ان کا حلال ہوتا ہے، مگر کچھ عرصہ ہوا، میرے نندوئی کو کسی نے بتایا کہ کرسمس پر ہمارا اُن کے یہاں جانا درست نہیں، خواہ کھانا حلال ہی ہو، جس پر میری جیٹھانی ناراض ہوگئیں اور انہوں نے کہا کہ پھر وہ ہمارے تہوار پر ہمارے گھر نہیں آئیں گی۔

کیا اتنے قریبی رشتے داروں کو چھوڑ دینا چاہیے؟ ہمارے ان کے ساتھ سالوں پرانے تعلقات ہیں اور اس طرح اچانک اُنہیں چھوڑ دینے سے ہمارے ان کے تعلقات خراب ہو سکتے ہیں، کیا صلہ رحمی کے لحاظ سے ہمیں ان کے ساتھ رابطہ بحال رکھنے کے لیے ان کے مذہبی تہوار کی تقریب میں شریک ہو جانے کی اجازت ہے؟ تحریری جواب سے ممنون فرمائیں۔ جزاکم اللہ

مستفتی: عتیق الرحمٰن   **فتویٰ نمبر:** ۴۸۷۷

تاریخ آمد: ۱۷-۶-۱۴۳۹ھ   **تاریخ واپسی:** ۱-۷-۱۴۳۹ھ

الجواب باسمہٖ تعالیٰ

صورتِ مسئولہ میں سائلہ کے لیے صلہ رحمی کی غرض سے جیٹھانی کے گھر میں منعقد کرسمس کی تقریب میں شرکت کرنا جائز نہیں۔ سائلہ کو چاہیے کہ وہ حکمت وبصیرت سے اپنی جیٹھانی کو اپنی مجبوری بتائے، تاکہ تعلقات خراب نہ ہوں۔ فتاویٰ شامی میں ہے:

''(والإعطاء باسم النيروز و المهرجان لايجوز) أي الهدايا باسم هٰذين اليومين حرام (وإن قصد تعظيمه) كما يعظمه المشركون (يكفر) قال أبو حفص الكبير: لو أن رجلا عبد الله خمسين سنة ثم أهدي لمشرک يوم النيروز بيضة يريد تعظيم اليوم فقد كفر وحبط عمله الخ...... ولو أهدى لمسلم ولم يرد تعظيم اليوم، بل جرٰى على عادة الناس لايكفر، وينبغي أن يفعلهٗ قبلهٗ أو بعدهٗ نفيا للشبهة، ولو شرى فيه ما لم يشتره قبل إن أراد تعظيمهٗ كفر وإن أراد الأكل كالشرب والتنعيم لايكفر.

وفي الرد: قال في جامع الفصولين وهٰذا بخلاف ما لو اتخذ مجوسي دعوة لحلق رأس ولدهٖ فحضر مسلم دعوته فأهدى إليه شيئًا لايكفر، وحكي أن واحدا من مجوسي سربل كان كثير المال حسن التعهد بالمسلمين، فاتخذ دعوة لحلق راس ولدهٖ فشهد دعوته كثير من المسلمين وأهدى بعضهم إليه فشق ذٰلک على مفتيهم، فكتب إلٰى أستاذه علي السعدي أن أدرک أهل بلدک، فقد ارتدوا وشهدوا شعار المجوسي وقص عليه القصة، فكتب إليه أن إجابة دعوة أهل الذمة مطلقة في الشرع، ومجازاة الإحسان من المروءة، وحلق الرأس ليس من شعار أهل الضلالة، والحكم بردة المسلم بهذا القدر لايمكن، والأولٰى للمسلمين أن لا يوافقوهم على مثل هذه الأحوال لإظهار الفرح والسرور الخ۔'' (ردالمحتار مع الدرالمختار ۶/۷۵۴، ط: سعید)

فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح	الجواب صحیح	کتبہ
ابوبکر سعیدالرحمٰن	محمد انعام الحق	محمد عمران ممتاز

دارالافتاء جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

۱-۷-۱۴۳۹ھ

نَقدُ و نظَر

ادارہ

راہنمائے دعوت وتبلیغ

مفتی ذاکرحسن نعمانی۔صفحات:۱۸۸۔ قیمت: درج نہیں۔ برائے رابطہ: جامع مسجد تکبیر، سیکٹر:۲،این، فیز:۴، حیات آباد پشاور۔ ناشر:العصر اکیڈمی، جامعہ عثمانیہ، پشاور۔

حضرت مولانا مفتی محمد ذاکرحسن نعمانی مدظلہٗ ہماری جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی کے فاضل اور دارالعلوم حقانیہ کے متخصص اور جامعہ عثمانیہ پشاور کے مدرس اور مفتی ہیں۔ اللہ تبارک تعالیٰ نے آپ کوتصنیف وتألیف کا ایک نیا اورمنفرد انداز دیا ہے۔ آپ قرآن کریم کی ایک آیت یا ایک حدیث نقل کرتے ہیں، پھراس کا ترجمہ کرنے کے بعد بتاتے ہیں کہ اس آیت سے یا حدیث سے یہ مسئلہ ثابت ہوتا ہے۔ اس طرح موضوع سے متعلق مکمل کتاب میں ہر ہر مسئلہ کو آیت یا حدیث سے ثابت کرتے جاتے ہیں اور یہ بالکل نیا انداز ہے جس میں ہر ہر مسئلہ براہِ راست قرآن وسنت سے اخذ کیا جاتا ہے۔ زیرِتبصرہ کتاب جو’’راہنمائے دعوت وتبلیغ‘‘ کے نام سے معنون ہے، اس میں دعوت وتبلیغ کے متعلق قرآن کریم کی ان آیات اوراحادیث نبویہ کوجمع کیا گیا ہے، جن سے دعوت وتبلیغ کے متعلق شرعی راہنمائی، آداب، احکام اورقواعد معلوم ہوتے ہیں۔

کتاب کا کاغذ، طباعت اور جلدی بندی بہت ہی عمدہ ہے، البتہ بعض جگہوں پر پروف کی غلطیاں نظر آئیں۔ اُمید ہے آئندہ اشاعت میں اس کی اصلاح کر لی جائے گی۔ یہ کتاب بہت ہی علمی اوردعوت وتبلیغ کا کام کرنے والوں کے لیے بہترین راہنما ہے۔

اسلامی نظریۂ طب

مفتی ذاکرحسن نعمانی۔صفحات:۱۸۴۔ قیمت: درج نہیں۔ ناشر: العصر اکیڈمی، جامعہ عثمانیہ، نوتھیہ روڈ، پشاور۔

زیرِ تبصرہ کتاب ''اسلامی نظریۂ طب'' - جیسا کہ نام سے ظاہر ہے - میں طب اور علاج ومعالجہ کے متعلق براہِ راست قرآن کریم اور سنتِ رسول سے راہنمائی لی گئی ہے۔ اس کتاب میں اسلامی تعلیمات سے ثابت کیا گیا ہے کہ ڈاکٹر حضرات کی کیا ذمہ داریاں ہیں؟ کونسا علاج صحیح ہے اور کونسا غلط؟ علاج کی غرض کیا ہونی چاہیے؟ اور مریض کے متعلق بھی ہدایات ہیں۔ کتاب کے ابتدائیہ میں اس شعبہ کے ماہرین کی تقریظات بھی موجود ہیں اور ان کی رائے ہے کہ یہ کتاب ہر ڈاکٹر کو ضرور پڑھنی چاہیے اور اس خواہش کا اظہار کیا گیا ہے کہ اگر یہ کتاب انگلش میں ڈھالی جائے تو امید ہے کہ اس سے بہت سے ڈاکٹر صاحبان مستفید ہوسکیں گے۔

اللہ تعالیٰ حضرت مولانا صاحب کو اس کاوش پر اپنے شایانِ شان جزائے خیر عطا فرمائے، جو انہوں نے طبقۂ علماء کی طرف سے فرضِ کفایہ ادا کردیا ہے۔

جی ایم سید کے سیاسی اور مذہبی نظریات

مولانا راشد راہی۔ صفحات: ۲۳۲۔ قیمت: ۱۵۰ روپے۔ ملنے کا پتا: خلافت اکیڈمی، صدر روڈ، شکارپور، سندھ۔

اللہ تبارک تعالیٰ ایک انسان کو جب تک عقلِ سلیم عطا نہ فرمائے تو بعض اوقات بڑے بڑے ذہین اپنی ذہانت کے زعم میں پٹڑی سے اُتر جاتے ہیں اور پھر جو کچھ اُن کے جی میں آتا ہے، وہ اُسے ہی حرفِ آخر سمجھنے لگتے ہیں، انہیں میں سے سندھ کی ایک مشہور ومعروف شخصیت گزری ہے جو تازیست مملکتِ خداداد پاکستان کے مخالف اور صوبہ سندھ کو اس سے الگ کرنے کے لیے کوشاں رہنے کے ساتھ ساتھ اسلام کے خلاف ہمیشہ زہر اُگلتے رہے۔ بہرحال اب وہ اس دنیا سے جاچکے ہیں، ان کا حال اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے، لیکن انہوں نے جو لٹریچر اپنی زندگی میں شائع کرایا تو ان کو سامنے رکھتے ہوئے مولانا راشد راہی صاحب نے یہ کتاب مرتب کی ہے، تاکہ نئی نسل کو ان کے لٹریچر کے زہر سے بچایا جائے۔ اس کتاب کی ابتداء میں حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی زید مجدہم کا ایک مضمون بھی لگایا گیا ہے۔ یہ کتاب پڑھنے کے لائق ہے۔

قرآنی معلومات

گروپ کیپٹن (ر) عبدالوحید خان۔ صفحات: ۲۶۰۔ قیمت: درج نہیں۔ پتہ: ۳۶۷۱/ ساؤتھ سینٹرل ریونیو، فیز ۱۱، ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی، کراچی۔

قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور رہتی دنیا تک اُمت کی ہدایت کے لیے بھیجا گیا ہے، اس

کی تشریح اور تبیین حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سے ہوئی جنہیں احادیث کہا جاتا ہے۔قرآن کریم اور سنتِ رسول دونوں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اُمت کو دے کر گئے۔ ہر زمانہ اور ہر دور میں اُمت کی آسانی اور راہنمائی کے لیے اپنے اپنے انداز میں علماء کرام، بزرگانِ دین اور قرآن وسنت سے محبت کرنے والے حضرات نے اس پر کام کیا ہے۔ زیرِتبصرہ کتاب بھی اسی سلسلہ کی کڑی ہے، جسے مؤلف موصوف نے بڑی محنت اور عرق ریزی سے اپنے انداز میں مرتب کیا ہے،اس کی ایک جھلک موصوف کے اس اقتباس سے ظاہر ہوتی ہے، لکھتے ہیں:

''قاری کے ذہن کی یاددہانی کے لیے ماضی کی ۱۵ خواتین، ۱۸ مردوں کا بھی اس میں تذکرہ کیا گیا ہے، جیسا کہ پرانے قصے، ۳۰ قدیم اقوام اور ۳۷ مثالیں بھی اس میں ساتھ ساتھ بیان ہوئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ۱۲۶ انبیاء کرام علیہم السلام کا بار بار تذکرہ کیا ہے۔ ۵۴ بڑے گناہ گنوائے گئے ہیں۔ ۴۰ دعائیں سکھلائی گئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی یہ کتاب دلائل، کشش، ترغیبات اور احکامات سے پُر ہے اور اس میں ۱۱۴ سورتیں، ۵۵۸ رکوعات، ۶۲۳۶ آیات اور ۷۶۵۴۶ الفاظ پائے جاتے ہیں، جب کہ کل حروف کی تعداد ۳۲۵۰۲۶ ہے۔''

کتاب میں ''کلوننگ'' کے عنوان کے تحت حضرت آدم، حضرت حواء اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام کی مثال پیش کرنا محلِ نظر ہے۔ بہرحال یہ کتاب ابتدائی نورانی قاعدہ کی باتوں سے لے کر اس کے چیدہ چیدہ بنیادی مسائل واحکام تک کو جامع ہے۔ جنہوں نے اب تک قرآن کریم نہیں پڑھا، یا مختصر وقت میں قرآن کریم کے معانی اور اہم مضامین کو سمجھنا چاہتے ہیں، ان کے لیے یہ کتاب بہترین راہنما ہے۔

عشقِ الٰہی منزل بمنزل

افادات: حضرت مولانا حکیم عبداللطیف نقشبندی مجددیؒ۔ ترتیب وتخریج: مفتی محمد اظہر۔
صفحات: ۳۷۶۔ قیمت: ۴۰۰ روپے۔ ناشر: خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ، صادق آباد، ۱۸ ہزاری، جھنگ۔

زیرِتبصرہ کتاب ''عشقِ الٰہی منزل بہ منزل'' یہ تصنیف جامعہ خیرالمدارس ملتان کے عظیم فاضل اور مولانا محمد عبداللہ بہلوی اور خواجہ غلام حبیب آف چکوال والوں کے خلیفہ اجل حضرت مولانا حکیم عبداللطیف نوراللہ مرقدہٗ کے چکوال سالانہ اجتماع پر کیے گئے مواعظ کا پُردرد مجموعہ ہے، جس میں مشائخ سے فیض لینے کا طریقہ اور تصوف کا مقصد، ذکر واذکار سے لے کر تعلق مع اللہ اور عشقِ الٰہی کی جاندار تشریحات پر مشتمل ایمان افروز مواعظ ہیں، جن کو تحریری اسلوب میں ڈھالا گیا، لیکن تقریری لذت اور چاشنی کو باقی رکھنے کے لیے تحریر میں بھی خاص اُسلوبِ خطابت والا انداز ملحوظ رکھا گیا۔ تمام تر آیات

واحادیث کی تعریب، ان کے حوالہ جات اور اسی طرح تقریر میں بیان کردہ کسی بھی واقعہ یا نص کا حاشیہ میں مطابقی حوالہ نصوص سے درج ہے، حتیٰ کہ اشعار تک کی تخریج کردی گئی۔ نیز شروع میں حضرت حکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا تعارف، اُن کے خاندان کا تعارف، ان کے داداجان کا تعارف، ان کے چچا کا تعارف، ان کے والد ماجد مولانا صادق محمد کا تعارف اور خود حضرت والا کی پیدائش سے تعلیم وتربیت سے فراغت اور پھر اشاعتِ دین کی کوششوں اور خدمتِ دین کے متنوع سلسلہ جات کی وضاحت کے ساتھ آپ کا سفرِ آخرت مختصر اور جامع انداز میں مرقوم ہے۔ یہ کتاب مفتی محمد اظہر صاحب، استاذ جامعہ معہد الفقیر الاسلامی جھنگ نے چھپوائی ہے اور اس کی طباعت کو عمدہ انداز میں لانے کی بھرپور کوشش کی گئی ہے۔ امید ہے باذوق حضرات اس کی قدر افزائی فرمائیں گے۔

سیرت کے نقوش

مصنف: امامِ اہلِ سنت علامہ عبدالشکور لکھنوی فاروقی رحمۃ اللہ علیہ۔ جمع وترتیب: مولانا محبوب احمد۔ تحقیق: مفتی محمد اظہر۔ ناشر: مکتبہ عشرہ مبشرہ، غزنی اسٹریٹ، اردو بازار، لاہور۔

زیرِ تبصرہ کتاب ’’سیرت کے نقوش‘‘ یہ مبارک مجموعہ ۴۸ سال بعد ’’ماہنامہ النجم‘‘ کے دو سیرت نمبر زیر مشتمل جدید اسالیبِ تحریر اور تخریج کے ساتھ منظرِ عام پر لایا گیا ہے۔ اس کے تین حصے ہیں:

الف: - مقدمہ برائے عقائد، جس میں بنیادی ضروری عقائد کو تخریج اور تحقیق کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

ب: - نفحہ عنبریہ بذکر میلاد خیر البریہ (صلی اللہ علیہ وسلم)، جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ماہ وسن کے اعتبار سے بہت عمدہ انداز میں منقول ہے۔

ج: - سیرتِ قرآنیہ، جس میں سیرت کے دو پہلو جن کو صرف قرآن نے لیا، ان کی دل نشین وضاحت ہے۔

یہ تمام کام مولانا محمد نافع رحمۃ اللہ علیہ کی حیاتِ طیبہ میں ان کی سرپرستی میں شروع ہوا اور اب مولانا زاہد الراشدی مدظلہ جیسے متبحر علماء کی تصدیقات کے ساتھ پیشِ خدمت ہے۔ یہ سب ’’النجم‘‘ کے مضامین تھے۔ ان کو جدید اسلوب میں ڈھالا گیا ہے، جس میں عناوین کی تبویب، تسہیل، ذیلی عنوانات اور ہر پیرایہ کا حوالہ اور عقائد ودیگر تمام مباحث کی مکمل تخریج کے ساتھ یہ مجموعہ مرتب کیا گیا ہے۔ یقیناً جس قدر کام اس مبارک مجموعہ پر کیا گیا تھا، اس قدر اشاعت میں اس کی حوصلہ افزائی نہیں فرمائی گئی۔

..... ❋ ..... ❋ ..... ❋ .....